صوبائی اسمبلی شمال مغربی سرحدی صوبہ

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز بدھ مورخہ 24 دسمبر 2003ء بمطابق 29 شوال 1424 ہجری صبح دس بجکر پینتیس منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، بخت جہان خان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک و ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ O خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ O اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ O وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ O وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ O اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِيْزَانِ O وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ O وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ O فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ O وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ O خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ O وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ O فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۔

(ترجمہ): رحمٰن ہی نے قرآن سکھایا اس نے انسان کو پیدا کیا اسے بولنا سکھایا سورج اور چاند ایک حساب سے چل رہے ہیں اور بیلیں اور درخت سجدہ کر رہے ہیں۔ اور آسمان کو اسی نے بلند کر دیا اور ترازو قائم کی تاکہ تم تولنے میں زیادتی نہ کرو اور انصاف سے تولو اور تول نہ گھٹاؤ اور اس نے خلقت کے لیے زمین کو بچھا دیا اس میں میوے اور غلافوں والی کھجوریں ہیں اور بھوسے دار اناج اور پھول خوشبودار ہیں پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے اس نے انسان کو ٹھیکری کی طرح بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا اور اس نے جنوں کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا پھر تم (اے جن وانس) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ وآخِرُ الدَّعْوَانَا أَنِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِینَ۔

جناب طاہر بن یامین خان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: جی، نوابزادہ طاہر بن یامین صاحب۔

محکمہ تعلیم میں گھپلے

جناب طاہر بن یامین خان: شکریہ جناب سپیکر۔ میں محکمہ تعلیم ٹانک میں وسیع پیمانے پر گھپلوں کی طرف آپ کی توجہ مبزول کرانا چاہتا ہوں۔ ٹانک میں تقریباً تین چار روز سے بھوک ہڑتال اور جلوس شروع ہو گئے ہیں اور یہ خبر تیرہ دسمبر کے "مشرق" اخبار میں آئی ہے اور یہ اس کا ثبوت بھی ہے کہ "محکمہ تعلیم ٹانک میں وسیع پیمانے پر گھپلوں کا انکشاف۔ قاری، عربی اور اسلامیات کے اساتذہ کی خالی نشستوں پر تعیناتی کے لئے سکریننگ ٹیسٹ میں بے قاعدگیاں۔" جناب والا! جتنا بھی وہاں عملہ تھا اور انہوں نے جو ٹیم بنائی تھی، وہ اس وقت سے متنازعہ تھی اور پہلے بھی ہم نے ان سے کہا تھا کہ ان کی ایک پارٹی کے ساتھ Affiliation ہے، براہ مہربانی ای ڈی او ایجوکیشن کو کئی دفعہ یہ بتایا کہ Affiliated لوگوں کو آپ نہ بٹھائیں لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سارے کا سارا عملہ پارٹی کے Affiliated لوگ تھے۔ میں نام لینا پسند نہیں کروں گا لیکن اس میں یہ ہوا کہ سارے کے سارے ان کے منظور نظر افراد کو لے لیا گیا اور باقی جو اہل افراد تھے، وہ سب کے سب رہ گئے ہیں۔ برائے مہربانی ان بے قاعدگیوں کا نوٹس لیا جائے اور ان کی تحقیقات کی جائے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جناب مشتاق غنی صاحب۔

یونیورسٹی سٹوڈنٹس پر پولیس کا تشدد

جناب مشتاق احمد غنی: سر! میں ایک انتہائی اہم مسئلے کی جانب آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ کل کچھ سٹوڈنٹس نے یہاں گیٹ پر سٹرائیک کی، منسٹر صاحب وہاں ان کے پاس بھی گئے۔ ہم آٹھ دس ایم پی ایز بھی وہاں پہ گئے۔ سر! صورتحال یہ ہے کہ وہاں پر ایک Botanical garden ہے Botany department کا اور ہمیں وہاں سے Information ملی ہے کہ وہاں ایک ایسا پودا بھی ہے جو پاکستان میں صرف اسی ایک جگہ پر موجود ہے، پورے پاکستان میں اس کی کوئی Species موجود نہیں ہیں۔ And then second is Sir, this is internationally recognized garden by

IUCN and UN اس میں جو افسوسناک پہلو تھا، وہ یہ تھا کہ ان سٹوڈنٹس کو یہ تسلی دی گئی تھی کہ ہم آپ کے اس گارڈن کو ختم نہیں کریں گے کیونکہ یہ گارڈن ان کے لئے ایک لیبارٹری کے طور پر کام کرتا ہے۔ تو انہوں نے کل جب اپنے مطالبات کے لئے سٹرائیک کی تو پولیس نے ان پر بڑا وحشیانہ تشدد کیا۔ ہمارے سامنے کچھ فیمیل سٹوڈنٹس پیش کی گئیں جن کے دوپٹے پھٹے ہوئے تھے اور یہ Male پولیس نے ان کے اوپر کیا تھا۔

سر! وہاں اب صورتحال یہ ہے کہ وہ BBT کا ایک بلاک بنانا چاہتے ہیں۔ Bachelor of Bio-technology جو کہ واقعی بننا چاہیئے۔ ان کی بھی سخت ضرورت ہے کیونکہ ان کے پاس جگہ کی اور کلاس روم کی کمی ہے، لیکن یونیورسٹی اتنی وسیع جگہ ہے کہ اس کے لئے ان کو متبادل جگہ دی جاسکتی ہے اور ان کا بھی مطالبہ ہے کہ یہ فی الفور Construct کیا جائے۔ لیکن اس کے لئے اس Botanical garden کو Which is a laboratory for them, ختم کرنا اور کاٹنا میں سمجھتا ہوں کہ کسی طریقے سے بھی موزوں نہیں ہے اور کافی کاٹ بھی دیا گیا ہے تو اس کی بھی انکوائری کی ضرورت ہے کہ آخر کونسی ایسی اتھارٹی تھی کہ جس نے اس گارڈن کو کاٹنے کے احکامات جاری کئے جبکہ یونیورسٹی کے اندر وسیع اراضی موجود ہے جس میں یہ تعمیر کی جاسکتی ہے۔

جناب نادر شاہ: دے بارہ کښې جي یو دوه خبرې دي۔

جناب سپیکر: کومے بارہ کښې۔ زما په خپل خیال مشتاق غني صاحب، دا خو پوره آتھ نہه ممبران تلي وو او هغوئی ذکر اوکړو۔ زما په خیال هغوي چې په کومه انتہائی جامع انداز کښې Comprehensive form کښې ذکر اوکړو نو په دې مسئله باندې به نور مطلب دا دے دغه نه وي۔ دا نسرین خټک صاحبه به پرے هم دغه وئیل غواړي، امیر رحمان هم پرے غواړي۔ مطلب دا دے چې کوم Comprehensive report وو او هغوي تلي وو معزز اراکین اسمبلي، هغوي هلته کښې معلومات اوکړل، هغوئی اظهار اوکړو۔

جناب نادر شاہ: زه جي هم د دغه خبرې حمایت کوم۔ یو خبره پکښې Add کول غواړمه او هغه دا جي چې دے DSP بیان ورکړے دے چې یره دوئ چې کوم دے نو دوئ دغه ته نقصان رسوؤ۔

جناب سپیکر: مولانا عبدالرحمٰن صاحب تاسو کښېنئی۔

جناب نادر شاہ: نو دہ تہ د دې خبرې څه علم غیب وو چې دا مخکښې نه چې کوم دے سټوډنټان ښه پر آمن روان وو او دے-----

جناب سپیکر: زما په خیال د پولیسو د زیاتئی خبره اوشوه چې Male پولیس، نو دا یوه خبره د غور دے۔ زما په خپل خیال دوه ایشوز اوچت شو یو هغه ټانک والا، یو د سټوډنټس والا۔

جناب عبدالماجد: سر! دغه سلسله کښې یو معمولی غوندې خبره کوم-----

جناب سپیکر: جی۔

جناب عبدالماجد: خدشات دا دی چې دا بهرتیانے چې اوس کوم شروع دی په ټول ډسټرکټ کښې یا په ټول علاقه کښې، په دې کښې زما ګزارش دا دے که دا سې حکم نامه جاری شی چې مکمل طور سره بالکل د قابلیت په بنیاد باندې دا په سکولونو کښې یا په کالجونو وغیره په دغه سلسله کښې په میرټ باندې کوی۔

جناب سپیکر: جناب ملک ظفر اعظم صاحب چې د دې دواړو مسئلو خبره اوغی نو بیا به نور ګورو۔ خلط ملط کوئی ئے مه کنه۔ چې یوه یوه باندې نتیجے تا رسو نو بیا به بل آخلو۔ جی!

ملک ظفر اعظم (وزیر قانون): مہربانی جناب سپیکر صاحب۔ طاہر بن یامین صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کی جواب میں میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ میرے علم میں یہ بات آئی ہوئی ہے کہ جتنے بھی AT, TT اور قاری کی پوسٹوں کے لئے انٹرویوز ہو رہے تھے، وہ سب کینسل کر دیئے گئے ہیں کیونکہ ہمیں کچھ شکایات موصول ہوئی تھیں صوبہ بھر سے کہ اس میں میرٹ کے علاوہ کچھ دھاندلیاں یا کچھ Unfair means استعمال ہوئے ہیں تو منسٹر صاحب نے سارے صوبہ سرحد میں اس کو کینسل کر دیا ہے اور میں ماجد خان صاحب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس بابت ہم نے میرٹ کے لئے اتنا کچھ کیا ہے کہ آٹھ نمبر جو انٹرویو آفیسر کے پاس ہوتے تھے، مثلاً EDO کے پاس انٹرویو کے آٹھ نمبر ہوتے تھے، ہم نے وہ بھی کاٹ دیئے ہیں تاکہ اس میں بھی ایسا نہ ہو کہ کسی لڑکے کو سفارش پر لے لیں تو وہ صوابدیدی اختیارات بھی ہم نے ختم کر دیئے ہیں تو وہ انشاءاللہ میرٹ پر ہوں گے اور ہم چاہتے ہیں کہ یہ میرٹ پر ہی ہوں۔

جناب سپیکر: یہ منسوخی، مطلب یہ ہے کہ اس کا صرف منسوخی علاج ہے کیا؟ جنہوں نے غلط کام کیا ہے، ان کو بھی تنبیہ یا کچھ سزا ہونی چاہیئے تاکہ آئندہ بھی کوئی ایسا کام نہ کر سکے۔

وزیر قانون: سر! یہ ابھی Identify نہیں ہوا تھا کہ زید، عمر، بکر نے یہ غلط کام کیا ہے لیکن عوام کی طرف سے یہ شکایت آئی تھی کہ کہیں سے جعلی اسناد لی گئی ہیں تو اس وجہ سے، اس کے تدارک کے لئے ہم نے یہ کینسل کرائے ہیں۔ ہمارے مشتاق غنی صاحب نے جو فرمایا ہے تو میں یقیناً یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہاں ایک درخت جو جاپان سے Import کیا گیا تھا، موگولائٹ کچھ اس طرح کا نام ہے، اس گارڈن میں یہ ایک درخت ہے۔

جناب والا! مسئلہ یہ ہے کہ یہ گارڈن پہلے سے گورنر صاحب نے اس جگہ کے لئے Approve کیا تھا۔ انہوں نے Allotment بلکہ اس کا Tender بھی Award ہو چکا ہے اور یہ جو گارڈن ہے اس کے بدلے دوسری جگہ پر دس گنا زیادہ Space ان لوگوں کو دیا گیا ہے تاکہ وہ وہاں پر گارڈن لمبا چوڑا بنائیں، اور جس طرح انہوں نے کہا ہے یہاں پر Bio-technology بڑا ایک اہم شعبہ ہے ایک سو ستر سٹوڈنٹس ہیں اس میں، اور اس کے دو، ایک لیکچر روم ہے ایک سو ستر سٹوڈنٹس کیلئے ایک لیکچر روم ہے۔ میرے اندازے کے مطابق وہ کچھ 14x12 کا کچھ ایسا کمرہ ہے جس میں چالیس بندے کھڑے ہو کر سبق پڑھتے ہیں اور ایک لیب ہے، وہ بھی 14x12 کچھ اس طرح کی ہے یعنی بہت کم Space ہے۔ ان کے، کمپیوٹر کا سامان اور Equipments جو کہ ٹینڈر ہو چکے ہیں، وہ منگوانا چاہتے ہیں اور ان کے پاس جگہ نہیں ہے تاکہ وہ کمپیوٹر وہاں رکھیں۔ تو چونکہ یہ گارڈن ان کے نزدیک ہے تو وہاں پر وہ جو بلڈنگ بنا رہے تھے تو اس پر Agitation شروع ہوا۔ میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ ٹھیک ہے ہم جانتے ہیں کہ ہمارے سٹوڈنٹس اس پر ناراض ہیں، اس میں Bio-technology کی اہمیت کو بھی دیکھیں اور اس اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ اس وقت ہونا چاہیئے تھا جب یہ جگہ ان کو دی گئی تھی۔ ٹینڈر ہوئے تھے۔ اب جب ٹھیکیدار نے عام پودے، اس میں زیادہ تر نارنگی تھی اور Eucalyptus تھے میرے خیال میں، کاٹے ہیں اور وہ جو قیمتی درخت ہے، جس کے بارے میں اخباروں میں آتا ہے، وہ آپ نے بھی دیکھا ہوگا اور میں خود بھی کل گیا تھا، میں نے بھی دیکھا ہے اور وہاں کی سٹوڈنٹس سے میں نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ ایک

درخت ہے جو جاپان سے Import کیا گیا ہے، وہ درخت اسی جگہ پر اسی حالت میں موجود ہے۔ تو میری عرض یہ ہے کہ انہی باتوں میں، گو کہ گورنر صاحب کے Under discretion ہے لیکن حقیقت یہ ہے جی کہ وہاں پر ان لڑکوں کا، جو ایک سو ستر لڑکے ہیں اور 12x14 کے کمرے میں لیکچر لیتے ہیں اور لیب بھی انہی دو رومز میں ہے، ان کے لئے بھی تو جگہ ہونی چاہیئے اور وہ ٹینڈر Award ہو چکا ہے، لہذا اس کو مزید بگاڑنے کی بجائے سلجھایا جائے۔

جناب مشتاق احمد غنی: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ ہم B.B.T کے خلاف نہیں ہیں کہ Bio-technology کا بلاک نہ ہو، پہلے Top priority دے کر اس کو بنایا جائے۔ ہم صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ یونیورسٹی کی بلڈنگز کی اپنی ایک خوبصورتی ہوتی ہے اور ان کے درمیان Green patches اس خوبصورتی میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ جب آپ ایک Que میں بلڈنگز بھی بنادیں اور اس کے اندر جو اتنا قیمتی گارڈن ہے، اس کو بھی کاٹ دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کی کسی طریقے سے یہ کوئی Justification نہیں ہے۔ ان کو ضرور جگہ دی جائے اور جگہ بے شمار ہے اس یونیورسٹی کے اندر اور سب سے پہلے ان کے لئے وہ تعمیر کی جائے لیکن جو گارڈن ہے، اس کو محفوظ رکھا جائے کیونکہ یہ ہمارا اثاثہ ہے اور یہ آج سے نہیں کافی عرصے سے ہے اور جہاں تک آپ کا یہ سوال ہے کہ اس کا ٹینڈر ہو گیا اور لوگوں کو پتہ ہی نہیں چلنے دیا گیا، اس وقت سٹوڈنٹس تو اپنی پڑھائی میں مشغول تھے، اب جب انہوں نے آری چلائی تو ان کو پتہ چلا کہ ہمارا گارڈن تو ختم کیا جا رہا ہی تو میری گزارش ہے کہ ی تو اس میں بڑی Detailed inquiry کی ضرورت ہے یا اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں یا کوئی Enquiry ٹیم مقرر کر دیں تاکہ اس کا صحیح اور منصفانہ حل نکلے۔ B.B.T والے بھی Satisfy ہوں اور Botany والے بھی، ورنہ یہ یونیورسٹی کے اندر دو گروپس کے درمیان بھی ایک تنازعہ بن گیا ہے۔

جناب سپیکر: جناب منسٹر صاحب!

جناب امیر زادہ: جناب سپیکر! یو پوائنٹ دے، وضاحت دے جی لړ۔

جناب سپیکر: د دې مسئلے په باره کښې؟

جناب امیر زادہ: دے سلسله کښې هم دے او بل پریس متعلق هم دے۔ زه په خپله Botany student پاتے غوے یمه۔ Botanical garden دا صرف، اونه کټ کول هسې هم جرم دے او بیا خو Botanical garden دا یو ریسرچ Purpose د پاره وی او دا یو Heritage هم دے۔ د Shifting منسټر صاحب چې اوئیل چې یره مونږ دا Shift کوؤ د یو ځائے نه بل ځائے ته، دا خو څه Cement یا Concreteڅه Structureنه دے چې مونږ یو ځائے کښې Abandon کړو او بل ځائے کښې ئے جوړ کوؤ۔ دا خو ځنی اونے دی سوؤنه کاله اخلی او ډیر نایاب Species وی نو مهربانی اوکړئی Special committee ته یا دے باندې څه Discussion اوکړئی او بیا۔۔۔۔

جناب سپیکر: نسرین خٹک صاحبہ۔

محترمہ نسرین خٹک: جناب سپیکر صاحب! میں اس ٹیم کی ایک ممبر تھی جس نے کل Siteکا Visitکیا ہے۔ مختصر یہ کہ ہماری ٹیم یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ حقائق پہ مبنی بات یہ ہے کہ ہفتے کی صبح جب کہ بچے اور بچیاں پڑھائی کے لئے جارہی تھیں، ان کو یہ Assurance دی گئی تھی کہ ان کا جو Botanical gardenہے، اس کو کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے۔ وہ اسیAssuranceکی وجہ سے گھر گئے اور یہ پیر کی صبح کا واقعہ ہے کہ اگر ان کے الفاظ میں دوہراؤں تو ان کی الفاظ یہ تھے کہ "میڈم، ایسا لگ رہا تھا جیسے چھوٹی چھوٹی لاشیں پڑی ہوئی ہیں، باترتیب ان پودوں کو جڑوں سے نکالا گیا تھا اور اتنا نقصان ہوا ہے" اتنا زیادہ نقصان ہوا ہے کہ ہم نے خود دیکھا ہے، اب ان کا جو Point of viewہے، ہم اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ یہ Bio-technology centre، وہ بھی کہتے تھے اور یقین کیجیئے وہاں پہ بچے بھی تھے، Bio-technologyکے Students بھی تھے، ان کی متفقہ رائے یہ تھی کہ یہ Centreضرور بنے، Venue changeہو اور جو درخت اور پودے اتنی بے دردی کے ساتھ جڑوں سے نکالے گئے ہیں، ان کے لئے فی الفور Resourcesفراہم کئے جائیں تاکہ دوبارہ یہ گارڈن بنے۔ ہماری ٹیم یہ سمجھنے سے بھی قاصر ہے کہ جب بچے پرامن طریقے سے جارہے تھے اپنا Point of viewبنانے کے لئے تو یقین جانیں جناب سپیکر صاحب، کہ وہاں پہ Maleپولیس موجود تھی اور اس زیادتی کے بعد، بہت بعد، بہت بعد فیمیل پولیس وہاں پہ آئی ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ ہماری ٹیم یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ Botany departmentکے

چیئرمین جو کہ غالباً ہر دلعزیز ہی تھے کہ ہم نے پوچھا بچوں سے اور انہوں نے ہاتھ کھڑے کئے، ہم نے کہا کہ آپ سب باٹنی ڈیپارٹمنٹ کے ہیں تو Boys and girls 80% جو وہاں پہ تھے، They raised their hands to inform that they were the students of botany department اور سب نے کہا کہ جب ہمارے ہر دلعزیز چیئرمین آ جائیں۔ جب بچے خوش ہیں اپنے چیئرمین سے تو ان کو ہٹانے کی تو ہمیں، اور آخر میں جناب سپیکر صاحب، بچوں کا اعتماد ہم پہ بحال ہونا چاہیئے اور ہم لوگوں نے یہ Assurance دی ہے کہ جو بچے خواہ مخواہ جیل میں ڈالے گئے، کوئی Criminal offence تو وہ کر نہیں رہے تھے تو ان کی رہائی، وہ تو خیر ہم نے کل بھی سینیئر منسٹر صاحب سے بات کی تھی اور امید ہے وہ رہا ہوئے ہوں گے۔ ابھی جو انکوائری کی بات ہے تو ایک دو دن میں یہ Complete ہو جانی چاہیئے کیونکہ اس سے ان کا اعتماد بحال ہو گا۔ آخر میں میں جناب ظفر اعظم صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ وہ بچیاں جو کل اسمبلی میں آئی ہوئی تھیں، ان کے پاس ٹرانسپورٹ نہیں تھی اور انہوں نے اپنی ٹرانسپورٹ سے اتر کر اپنے Body guards کو اتار کر Female students کو وہ ٹرانسپورٹ دی ہے۔

<u>جناب اسرار اللہ خان</u>: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو اس حوالے سے، جناب میں بھی ان کے ساتھ تھا، جو باتیں انہوں نے تفصیل کے ساتھ کی ہیں، بالکل یہی باتیں انہوں نے بیان کی ہیں۔ میں یہی چاہوں گا کہ چونکہ یونیورسٹی کا معاملہ ہے اور گورنر صاحب کے ساتھ ہے، اگر ہم ایک ریزولیوشن اس ایوان کی طرف سے ان کو بھیج دیں اور ساتھ جو پولیس کا ایکشن ہے وہ تو چونکہ Provincial subject ہے تو ان کے خلاف یقیناً کارروائی ہونی چاہیئے کیونکہ عورتوں پر لاٹھی چارج ہم نے پہلی بار سنا ہے جناب سپیکر۔

<u>جناب سپیکر</u>: جناب سراج الحق صاحب۔

<u>جناب سراج الحق (سینیئر وزیر خزانہ)</u>: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ قابل احترام سپیکر صاحب! غیر جانبدارانہ رائے معلوم کرنے کے لئے ہم نے کل تین افراد پر مشتمل ایک وفد بھیجا تھا جس میں امیر رحمٰن صاحب تھے، نسرین خٹک صاحبہ تھیں اور نادر شاہ صاحب تھے اور اس کے علاوہ مشتاق غنی صاحب بھی وہاں تشریف لے گئے ہیں۔ ان تینوں کا اس پر اتفاق ہے کہ وہاں پر انتظامیہ نے جس طرح اس Case کو Deal کیا ہے، مناسب انداز میں نہیں کیا ہے اور پھر اس پر زیادتی یہ کی ہے کہ طالبات پر انہوں نے جو لاٹھی چارج کیا ہے تو وہ بھی مناسب نہیں ہے اور ویسے بھی Question یہ ہے کہ آخر طلباء اور طالبات کو کیا پڑی

ہے کہ وہ کلاس رومز چھوڑ کر یہاں تک پہنچے ہیں اور سڑکوں پہ آتے ہیں، احتجاج کرتے ہیں؟ اور پھر طالبات ہماری بچیاں ہیں، ہر طرح سے قابل احترام ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جب بھی طلباء مسائل کے لئے جلوس نکالتے ہیں تو عموماً اس میں طالبات حصہ نہیں لیتی ہیں لیکن کل بچیاں یہاں بھی آئی تھیں اور اسمبلی کا جو وفد گیا تھا، یہ خود بھی جا کر ان سے ملے ہیں۔ تو کچھ ان کے اندرونی Departmental جو کام ہے، وہ تو ان کا اپنا مسئلہ ہے لیکن جس طرح سے انہوں نے Deal کیا ہے، لاٹھی چارج کیا ہے، طالبات اور طلباء کو باہر نکالنے پر مجبور کیا ہے وہ بہر حال کوئی شائستہ کام انہوں نے نہیں کیا ہے اور مناسب ہوگا کہ، اگرچہ ڈیپارٹمنٹ کا چیئرمین تبدیل کرنا یا نہ کرنا، یہ تو وائس چانسلر کا کام ہے اور وائس چانسلر کو تبدیل کرنا یہ نہ کرنا، یہ گورنر صاحب کا کام ہے لیکن جہاں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو پھر یہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے اور مناسب ہے کہ اگر کوئی اس طرح کا آپ کی طرف سے وہ ہو جائے اسمبلی کے اندر اور وہ جا کر ان کو بھی سمجھائے، ان کا مسئلہ بھی سمجھے اور کوئی بیچ کا راستہ اگر نکل آتا ہے تو یہ ایک عزت کا راستہ ہوگا اساتذہ کیلئے بھی اور، اساتذہ بھی کل یہاں آئے تھے اساتذہ کو بھی میں نے دیکھا کہ بعض زخمی پڑے تھے۔ اپنے بچوں اور بچیوں کو پولیس کی شکنجے سے نکالنے کے لئے اور بیچ بچاؤ میں وہ زخمی پڑے تھے۔ اس کے باوجود بھی جو یہ واقعہ ہوا ہے، اخبارات میں بھی آیا ہے، اس سے والدین کو بہت برا Message جاتا ہے اور والدین سمجھتے ہیں کہ ہم نے پڑھنے کیلئے بچوں اور بچیوں کو بھیجا ہے اور ان کے ساتھ اس طرح سلوک کیا جارہا ہے۔ میرے خیال میں یہ یونیورسٹی انتظامیہ کی کھلم کھلا ناکامی ہے اور اس پر ہمیں افسوس ہے۔ پولیس نے بھی اگر زیادتی کی ہے تو اس کی بھی ہم تحقیقات کریں گے۔ آپ کی طرف سے یعنی اگر اسمبلی کی طرف سے کچھ بن جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، عبدالاکبر خان صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: آنریبل منسٹر نے بڑی تفصیل اور انصاف سے میں سمجھتا ہوں کہ اس واقعہ کا ذکر کیا ہی۔ ٹھیک ہے کہ یونیورسٹی وائس چانسلر یا یونیورسٹی کی انتظامیہ گورنر کے Under ہے لیکن وہاں پر جو بچے اور بچیاں پڑھتی ہیں، وہ اس صوبے کے رہنے والے عوام کے بچے اور بچیاں ہیں۔ ہم یعنی یہ اسمبلی اس سے اپنی آنکھیں ہٹا نہیں سکتی کہ ہم اس لئے وہاں پر Helpless ہیں کہ چونکہ یہ گورنر صاحب کے ساتھ ہے،

اس لئے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ میرے خیال میں ایک Strong resolution گورنر صاحب کو اس اسمبلی کی طرف سے جانا چاہئیے کہ ایڈمنسٹریشن کے جن لوگوں نے اس میں ناکامی دکھائی ہے یا جن کی وجہ سے یہ واقعہ ہوا ہے، ان کے خلاف فوراً ایکشن لیا جائے۔ یہ تو کوئی بات ہی نہیں کہ ہم یہ کہیں کہ جی وہ چونکہ گورنر صاحب کے ساتھ ہے اس لئے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ اسمبلی ہے، یہ Elected Assembly ہے۔ عوام نے یہاں پر ہمیں بھیجا ہے اور یہ بچے بچیاں انہی کے علاقوں سے تعلق رکھتی ہیں اور وہ یہاں پر آتی ہیں، پڑھتی ہیں تو اگر اس طرح ہم انہیں Ignore کرتے جائیں تو پھر کل کو یونیورسٹی انتظامیہ اتنی سر پر چڑھ جائے گی کہ وہ جو دل میں آئے، کرتے جائیں گے۔ میرے خیال میں اگر Rule suspend کرکے کوئی اس طرح کا ریزولیوشن ساری اسمبلی Move کرلے کہ جن لوگوں نے، میں یہ نہیں کہتا کہ کسی خاص فرد کا نام لے کر، لیکن جن لوگوں نے اس میں کوتاہی کی ہے، جن لوگوں نے اس میں زیادتی کی ہے، ان کے خلاف فوراً ایکشن لیا جائے۔

<u>جناب سپیکر</u>: بیٹھ جائیں اس واقعے کے میرے خیال میں دو رخ ہیں۔ ایک یونیورسٹی انتظامیہ ہے اور ایک لاء اینڈ آرڈر کی Situation سے تعلق رکھنے والے۔ جہاں تک ان کا تعلق ہے تو وہ تو صوبائی حکومت کے Purview میں آتا ہے، یونیورسٹی انتظامیہ اور یونیورسٹی سے متعلق جو بات ہے تو اس سلسلے میں جو تجویز سامنے آگئی ہے، میرے خیال میں Tea break کے بعد آپ ریزولیوشن تیار کریں اور پولیس نے جو زیادتی کی ہے تو اس میں میرے خیال میں صوبائی حکومت، یعنی اس واقعے کو جس طرح Mis-handle کیا گیا ہے، سٹاف کے ساتھ، اور بچیوں کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے، میرے خیال میں صوبائی حکومت اپنے لیول پہ اس کی تحقیقات کرے گی اور جنہوں نے حد سے تجاوز کیا ہے، ان کو ضرور پوچھنا چاہئیے اور They should be taken to task۔ جناب نظام الدین صاحب!

<u>مولانا نظام الدین</u>: جناب سپیکر صاحب! تاسو ته معلومه ده چې سوات کښې صرف مینګوره نه د ټول سوات بلکه د ټول مالاکنډ ډویژن د زړه حیثیت لری۔ روزانه تاسو اخبارات کښې ګورئ چې دلیرانه واردات پکښې کیږی او بله شپې یو صرافه دوکان لوټ شو او شپږویشت لکهه روپئ ئې د هغه نه اوړے دی۔ د هغې نه څه ورځے بیا د یو کپړے دوکان لوټ شو، نو د انتظامیه باره کښې مونږه دا

معلومات غواړو چې یره دا اوده ده که دغه، ولے دکانداران د عدم تحفظ شکار دی؟ یو ورځے دکاندارانو بیا هړتال اوکړو، ټول بازار ئے بند کړو۔ نو زما دا خیال دے چې زمونږه دا صاحبان په دې باره کښې ښه د سخت اقداماتو اعلان اوکړی او انتظامیه هلته کښې بیداره شی کنه عوام بیا خپل ځان له به څه سوچ کوی چې یره خپل تحفظ د پاره څه شروع کوی؟

<u>جناب سپیکر:</u> نظام الدین صاحب لاء اینډ آرډر سیچویشن چې کوم دے، په ایجنډه باندې آئټم پروت دے۔ ان شاءالله تاسو ټولو ممبرانو ته به پورا پورا موقع درکؤ مونږه۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> ٹی بریک کے بعد آپ کر سکتے ہیں۔

اراکین کی رخصت

<u>جناب سپیکر:</u> جی،Next item۔ جناب گورسرن لال صاحب، ایم پی اے کی طرف سے رخصت کی درخواست موصول ہوئی ہے جنہوں نے 19 سے 24 تاریخ تک کے لئے چھٹی مانگی ہے جو بغرض منظوری میں ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

Is it the desire of the House that leave may be granted?

(The motion was carried)

<u>Mr. Speaker:</u> The "Ayes" have it. Leave is granted.

بجلی کے خالص منافع پر بحث

<u>جناب سپیکر:</u> آج بجلی کے خالص منافع پہ بحث میں حصہ لینے والے جن معزز اراکین کی طرف سے اسمبلی سیکرٹریٹ کو نام موصول ہوئے ہیں، ان میں پہلا نام شہزادہ محمد گستاسپ خان صاحب کا ہے۔

<u>Shahzada Muhammad Gustasip Khan (Opposition Leader):</u> I am very grateful to you that you have given men the first chance.

لیکن میں یہ چاہوں گا کہ مجھے ذرا بعد میں چانس دیں پہلے عبدالاکبر خان صاحب۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> میرے خیال میں اگر آپ اپنا وقت ان کو دے دیں تو بہتر رہے گا۔

<u>شہزادہ محمد گستاسپ خان (قائد حزب اختلاف):</u> اپنا وقت تو نہیں دیتا لیکن چونکہ میں رات کو ذرا لیٹ آیا ہوں۔ میں لکی گیا ہوا تھا اس لئے عبدالاکبر خان صاحب بڑے اچھے Prepared بھی ہیں۔

And we would like to listen to him first. Thank you, Sir.

Mr. Abdul Akbar Khan: Sir, how he can say that I am prepared?

جناب سپیکر: جناب عبدالاکبر خان صاحب! یہ ان کی Dictation نہیں ہے۔ میرے پاس Second Number پر آپ کا نام ہے۔ تو آپ یہ نہ سمجھیں کہ شہزادہ صاحب نے چیئر کو Dictation دی ہے۔ جناب عبدالاکبر خان صاحب، پلیز۔

Mr. Abdul Akbar Khan: Thank you. Janab-e-Speaker.

جناب سپیکر میں مشکور ہوں۔

جناب سپیکر: وقت بہت کم ہے۔

جناب عبدالاکبر خان: کم ہے جی؟

جناب سپیکر: جی جی۔

محترمہ نسرین خٹک: یہ اپنا وقت کسی کو دے دیں جی۔

جناب سپیکر: جی، تجویز ہے کہ آپ اپنا وقت کسی کو دے دیں تو بہتر رہے گا۔

جناب عبدالاکبر خان: میں جی دے دوں؟

جناب سپیکر: تجویز آئی ہے۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! بار بار یہ مسائل اس اسمبلی میں ہم اٹھاتے ہیں تو ہمارا مقصد اس کے پیچھے یہ نہیں ہوتا کہ ہم اس اسمبلی کا وقت ضائع کریں ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ ایشوز جو Confront کر رہے ہیں اس صوبے کے عوام کو ان ایشوز کو ہم بار بار اٹھائیں، بار بار ان پر بحث کریں تاکہ جو لوگ فیصلہ کرنے والے ہیں، وہ بھی اسمبلی کے ان ممبران کے خیالات سے آگاہ ہوں اور ہم سمجھتے ہیں کہ چونکہ پریس جمہوریت کا چوتھا ستون ہوتا ہے، وہ بھی ان ایشوز کو Highlight کرے صرف ہمارے بیانات کی حد تک نہیں جناب سپیکر، بلکہ اگر وہ ان پر آرٹیکلز بھی لکھیں تو یہ انتہائی مناسب بات ہو گی کیونکہ ہم بار بار یہ جو بات کرتے ہیں تو اپنے ممبران کو سنانے کے لئے تو نہیں کرتے۔ جناب سپیکر، کیونکہ یہ تو خود ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ ایشوز جو آئندہ انتہائی شدت اختیار کریں گے اس پر اس صوبے کے عوام اور ہمارے خلاف اکثر یہ پروپیگنڈہ ہوتا ہے کہ اسمبلی میں ایشوز پر بحث نہیں ہوتی لیکن جب ہم ایشوز پر بحث کرتے ہیں تو پھر ان ایشوز کو صحیح طریقے سے Highlight نہیں کیا جاتا جناب سپیکر! آپ یقین کریں کہ ہر سال واپڈا

کا Estimate ہے جو وہ خود پیش کرتے ہیں میں ان کو دیکھتا ہوں اور پھر حیران رہتا ہوں کہ ہمارے صوبے کے ساتھ یہ زیادتی کیوں ہو رہی ہے؟ جناب سپیکر! آپ آئین کے آرٹیکل 161 کو دیکھیں جو Main ہے 'Distribution of revenues between the Federation and the Provinces' یہ اس کی Main heading ہے مطلب یہ ہے کہ اس Chapter کی Main heading یہی ہے، اس میں آرٹیکل (2)161 کو دیکھیں "The net profit earned by the Federal Government, or any undertaking established or administered by the Federal Government from the bulk generation of power at a hydro electric station shall be paid to province in which the hydro-electric station is situated." صاف بالکل جی، اس میں کوئی Ambiguity نہیں ہے جس صوبے میں ہوگا، اسی صوبے کو ملے گا اب پھر کہتا ہے کہ کیسے Net profit کو آپ Compute کریں گے Net profit سے مطلب کیا ہے؟ تو یہ Explanation میں کہتے ہیں کہ "For the purposes" یہ میرے خیال میں اس Constitution میں شاید ہی کسی اور آرٹیکل میں اس طرح کی Explanations، ایک یا دو کی اگر اور ہوں مجھے سمجھ نہیں آرہی لیکن میرے خیال میں کسی آرٹیکل میں اس طرح کی Explanation کا ذکر نہیں ہے لیکن خاص کر اس آرٹیکل میں ہے "For the purposes of this clause net profits shall be computed by deducting from the revenues accreting from the bulk supply of power from the bus bars of a hydro electric station at a rate by the Council of Common Interests the operating expenses of the station, which shall include any sums payable as taxes, duties, interest or return on investment, and depreciations and element of obsolescence, and overheads and provision for reserves" جناب سپیکر! صاف بات ہے کہ Council of Common Interests اس کی Determination کرے گی۔ میں آئین کے آرٹیکل 154 کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں جناب سپیکر یہ Council of Common Interests نے اس چیز کے متعلق، Net profit کے متعلق ہے۔

Mr. Speaker: 'Functions and rules of procedure'.

<u>جناب عبدالاکبر خان</u>: جی ہاں، The Council shall یعنی یہ (Council of Common Interests) "The Council shall formulate and regulate policies in relation to matters in part II of the Federal Legislative List and, in

so far as it is in relation to the affairs of the of the Federation, the matter in entry 34 (electricity) in the Concurrent Legislative List.”

یعنی ادھر تو 161 میں کہا ہے کہ Council of Common Interest کرے گی اور یہاں پر اس کی Functions میں ڈال دیا ہے کہ یہ بھی آپ کی Constitutional duty ہے کہ آپ اس چیز کے لئے Formulate کریں گے، طریقہ کار بنائیں گے اور جناب سپیکر! یہ Provision بھی پوری ہو گئی ہے، پہلے والی Provision بھی اور دوسری بھی پوری ہو گئی ہے اور یہ اے جی این قاضی Council of Common Interest نے جناب سپیکر، اے جی این قاضی کو کہا ہے کہ آپ ایک فارمولا بنائیں کہ ہم کیسے اس Net profit کو کریں، کون کونسے اخراجات اس سے نکالیں اور کس طرح Determination کریں، اور جناب سپیکر، اے جی این قاضی وہی شخص ہے جو میرے خیال میں پاکستان میں سب سے زیادہ اہم عہدوں پر رہ چکے ہیں اور اس نے جب یہ فارمولا بنایا تو اس نے یہ کہا کہ میں نے ایسا فارمولا دیا ہے کہ جس کو دسویں جماعت کا طالب علم بھی یعنی یہ اس کے الفاظ تھے کہ اس کو دسویں جماعت کا طالب علم بھی جان سکتا ہے اور اس پر عمل کر کے آپ Net profit کو وہ Determine کر سکتا ہے اس کا فارمولا کیا ہے؟ Simple جناب سپیکر! کتنی جنریشن ہو رہی ہے، کتنے یونٹس جنریٹ ہو رہے ہیں، کتنا آپ کا ٹرانسمیشن پر خرچہ ہے کتنا آپ کا ڈسٹری بیوشن پر خرچہ ہے؟ یہ تمام خرچے اس میں ڈال کر فی یونٹ آپ کی Cost آجائے گی اور فی یونٹ آپ کی سیل جتنی ہے، اس سے آپ وہ Minus کر لیں یعنی جتنا خرچہ آئے گا، جتنی آپ بجلی فروخت کرتے ہیں، اس سے یہ پیسے نکالیں، بس آپ کا Net profit آجائے گا اور پھر انہوں نے اسی کو 85-1984 جناب سپیکر، Determine کیا کہ اس وقت، میں سینیئر وزیر صاحب کی توجہ چاہتا ہوں، جناب سپیکر، 85-1984 میں بجلی کی قیمت 49 پیسے فی یونٹ تھی، بجلی کی یہ قیمت تھی، 11.70 پیسے اس کی Distribution cost تھی اور transmission cost 7.33 paisa’s تھی یعنی یہ دونوں ملا کر 19 پیسے بن جاتے ہیں، 49 پیسوں سے 19 پیسے نکالیں جناب سپیکر، تو 30 پیسے رہ جاتے ہیں تو 1984-85 میں انہوں نے کہا کہ 30 پیسے کے حساب سے آپ کا نٹ پرافٹ بنتا ہے۔ یہ آج سے بیس سال پہلے کی جناب سپیکر، بات ہے۔ آج آپ کا تربیلہ جناب سپیکر، واپڈا خود اپنی جوان کی کتاب ہے، میں اس کو Quote کرتا ہوں، ہو سکتا ہے کہ اس میں بہت سے Discrepancies ہوں لیکن یہ واپڈا کی Annual

report 2001-02 ہے،ان کی رپورٹ کے مطابق تقریباً پندرہ بلین، پندرہ ارب یونٹس صرف تربیلہ پیدا کرتا ہے۔ پھر آپ کا چین، کرم گڑھی اور وارسک، یہ جو چھوٹے چھوٹے آپ کے ڈیمز ہیں، ان کو ملا کر تقریباً اٹھارہ ارب یونٹس آپ کی بجلی پیدا ہو رہی ہے، یہ آپ کے اس صوبے کا حق ہے، آپ کو ملتے ہیں چھ ارب، ہمیں ملتے ہیں چھ ارب مطلب یہ ہے کہ وہ تیس پیسے کے حساب سے ہم کو Payment کر رہے ہیں اور یہ ان کی جو رپورٹ ہے، اس کے Page پر یہ دیکھیں جناب سپیکر، Benefit Rupees Million at the rate of Rs. 0.30 per unit مطلب یہ ہے کہ تیس پیسے، یعنی آج بھی وہ آپ کو وہی دے رہے ہیں 85-1984 میں جب اے جی این قاضی نے کہا کہ Cost نکال کر آپ کا نٹ پرافٹ تیس پیسے بنتا ہے۔ جناب سپیکر آج بھی اس صوبے کو تیس پیسے فی یونٹ کے حساب سے پیسہ ملتا ہے ہم جو بار بار چیخ رہے ہیں، ہم جو بار بار اس اسمبلی میں آواز اور ہر فورم پر آواز اٹھاتے ہیں کہ یہ ناانصافی ہے۔ اگر 1% 2% or 3% بھی ہو تو اس کو نظر انداز کی بھی جا سکتا ہے، اس پر آنکھیں بند بھی کی جا سکتی ہیں اس کو در گزر بھی کیا جا سکتا ہے جناب سپیکر، لیکن 1984 میں اور آج 2003 بلکہ اب 2004 شروع ہونے والا ہے تو تیس پیسے یونٹ کہاں بجلی ہے چلیں خرچہ بھی ڈال کر انچاس پیسے کر لیں، پچاس پیسے کر لیں کہاں ہے؟ میں پھر بھی اپنے ہی کو Confront کر رہا ہوں۔ اسی کتاب میں شاید ان سے غلطی ہو گئی ہو کہ انہوں نے یہ لکھا ہے، میں ابھی ان کو Confront کرتا ہوں کہ ریٹ کیا ہے؟ جناب سپیکر! یہ خود لکھتے ہیں The income projection estimated on the basis of average sale price اب جناب سپیکر، دیکھیں Average sale price is Rs. 3.80 per KV hour یعنی 3.80 per unit کہتے ہیں کہ یہ ہماری Sale price ہے Average sale price یہ خود کہتے ہیں 3.80 کا مطلب ہے کہ 380 پیسے، ہم پھر بھی نہیں مانتے کیونکہ انڈسٹریل اور کمرشل کے ریٹ بہت زیادہ High ہیں لیکن اگر چلیں ان کے حساب کو لے لیں اور 380 پیسے لے لیں اور اگر یہاں انچاس پچاس پیسے پر انیس پیسہ خرچ آرہا تھا تو انیس پیسے تو Almost 1/3 ہو گیا اگر 1/3 خرچہ آتا ہے تو 380 کا 1/3 نکال کر، تقریباً 120 پیسے آپ خرچہ نکالیں تو 260 پیسے آپ کا فی یونٹ Cost ہے، وہ آرہا ہے۔ آپ کو ملتے ہیں تیس پیسے، آپ کا حق بنتا ہے 260 پیسے ٹرانسمیشن اور ڈسٹری بیوشن دونوں کا 120 پیسے خرچہ نکال دیں پھر بھی آپ کا بنتا ہے جناب

سپیکر، 260 پیسے اور آپ کو ملتے ہیں تیس پیسے، آپ تیس کو 260 پر تقسیم کرلیں تو Almost 9 times less یعنی نو پر ضرب دے دیں تو 270 بنتے ہیں آٹھ سے ضرب دے دیں تو 240 پیسے بنتے ہیں چلیں نو کو بھی چھوڑیں آٹھ بھی کرلیں تو آٹھ گنا یعنی مطلب یہ ہے کہ تیس پیسوں کا آٹھ گنا 240 کر دیں جناب سپیکر، تو مطلب ہے کہ 48 billion آپ کا Right ہے جناب سپیکر، ان کے حساب کتاب کے مطابق یہ جو خود کہہ رہے ہیں کہ یہ ہمارا Sale price ہے میں یہ نہیں کہتا کہ Sale price ہے اب جناب سپیکر، اگر ایک کروڑ روپے کی بھی کمی یہ صوبہ برداشت نہیں کرسکتا لیکن چلیں اگر ایک بلین، دو بلین ہم کہتے ہیں کہ ہم بہت غریب ہیں، خیر ہم ان کو خیرات بھی دے سکتے ہیں لیکن جناب سپیکر! Eight multiply by six تو Forty eight billion ان کے حساب سے اگر نو پر ضرب دیتے ہیں تو 9x6=54 تو 54 billion یا 48 بھی کرلیں اور 6 billion نکال دیں تو 42 billion per year آپ کو کم مل رہے ہیں اور جناب سپیکر، قبریں تو ہمارے آباواجداد کی ہیں جو پانی میں ڈوب گئی ہیں گھر تو ہمارے صوبے کے رہنے والوں کے ہیں ہزاروں گھر اس میں ڈوب گئے ہیں جناب سپیکر۔ ہزاروں لوگ بے گھر ہوگئے ہیں اور وہ دربدر کی ٹھوکریں آج بھی کھا رہے ہیں، ان کو اپنا وہ معاوضہ نہیں مل رہا اور دس ملین ایکڑ فٹ پانی جو وہ چھوڑ رہے ہیں نیچے سندھ اور پنجاب کو دس ملین ایکڑ فٹ کا مطلب ہے کہ ایک کروڑ ایکڑ، جناب سپیکر، اب میں کیا کیا حساب آپ کو دوں؟ اگر ہم دو کروڑ جریب، ہم پشتو میں اس کو جریب کہتے ہیں ایک ایکڑ دو جیرب کا ہوتا ہے، تو اب اگر آپ ایک ہزار روپے جریب بھی اس کی اوسط نکالیں تو Twenty billion تو وہ لے رہے ہیں یہاں نیچے پانے کا اور ہمیں مل رہے ہیں چھ بلین ایک کروڑ ایکڑ جناب سپیکر۔ اگر آپ دس ایکڑ Per Family کرلیں تو دس لاکھ خاندانوں کو اسی پانی سے وہاں پر روزگار ملا ہے نہ صرف یہ کہ بیس ارب وہ صوبے لے رہے ہیں بلکہ دس لاکھ گھروں کو اس ایک کروڑ ایکڑ جو زمین سیراب ہو رہی ہے، اس پانی سے مل رہا ہے اور ہمیں کیا مل رہا ہے؟ آپ جناب سپیکر، کہتے ہیں کہ ان زیادتیوں کو کب تک برداشت کیا جائے گا جناب سپیکر، اور میں بار بار یہ کہتا ہوں کہ یہ باتیں آج سے بیس سال پہلے بڑی کڑوی لگتی تھیں جو آج ہم بات کر رہے ہیں اور آپ سارے ممبران صاحبان سن رہے ہیں، یہ اگر آج سے بیس سال پہلے کوئی یہ کہتا تو ان کی یہ باتیں کڑوی ہوتیں اس کو پتہ نہیں کون کیا کیا کہتے تھے، آج بیس سال کے بعد یہ باتیں میٹھی لگتی

شروع ہو گئیں ہیں۔ یہ ایک خطرناک Trend ہے جناب سپیکر! کہ جو بات آج سے بیس سال پہلے کڑوی لگتی تھی، وہ آج میٹھی ہو گئی ہے۔ پتہ نہیں پانچ سال بعد کیا ہو گا؟ جناب سپیکر! میں آتا ہوں غازی بروتھا پر، جناب سپیکر! آپ اس میں دیکھیں A major run of river an environmentally sustainable power project designed to need the acute shortage of power in the country جناب سپیکر! ایک طرف کہتے ہیں کہ IPP's کی وجہ سے Two thousand Megawatt بجلی پیدا ہو رہی ہے، اس کو خرچ کوئی نہیں کر رہا ہے، دوسری طرف کہہ رہے ہیں کہ Acute shortage f power کے لئے ہم غازی روتھا Run of river پر بنا رہے ہیں اور جناب سپیکر، Twenty billion rupees اس پر تقریباً خرچ ہو رہے ہیں یا خرچ ہو گئے ہیں 1450 M W بجلی وہ پیدا کریں۔ صرف ان کا کام یہ ہے یعنی وہ کوئی Reservoir نہیں ہے کہ کسی زمین کو پانی دے دے وہ صرف یہاں اٹک کے نیچے گارج کے نیچے ڈال کر اسی پر اور کہتے ہیں Acute shortage of power کے لئے ہم نے غازی بروتھا بنایا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ آئی پی پیز دو ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کرتی ہے اور اس کو لینے والا کوئی نہیں ہے، اس کو استعمال کرنے والا کوئی نہیں ہے تو پھر غازی بروتھا کی کیا ضرورت ہے؟ اور ہم جب کہتے ہیں کہ اس کا Seven km pond غازی بروتھا کا جو نیچے Downstream Terbela کا Pond ہے Seven km وہ صوبہ سرحد میں ہے۔ تقریباً بیس پچیس کلو میٹر لمبی نہر بھی صوبہ سرحد سے گزر کر جاتی ہے۔ ہیڈ ورکس اس کا صوبہ سرحد میں ہے جو Down stream علاقہ ہے، وہ بھی اس وقت صوبہ سرحد کا Affect ہو رہا ہے اور آج آپ ریکارڈ نکالیں کہ وہاں پر جو Affected ہیں ان کو کسی طرح یعنی کینال اگر جاتی ہے تو ایک طرف صوبہ سرحد ہے اور ایک طرف پنجاب ہے جناب سپیکر۔ بعض جگہوں پر، صوبہ سرحد کے لوگوں کو کس ریٹ پر Compensation ملی ہے اور پنجاب کی لوگوں کو کس ریٹ پر Compensation ملی ہے؟ ہم Displace ہو گئے تو صرف Compensation کے لئے؟ کوئی اپنا گھر، کوئی اپنا خاندان، کوئی اپنی قبریں، کوئی اپنے آباواجداد کی قبریں Compensation کے لئے نہیں چھوڑتا جناب سپیکر! کیا ملتا ہے ہمیں غازی بروتھا سے؟ غرق تو ہمارا صوبہ ہو رہا ہے۔ ہم نے یہاں اسمبلی سے قرارداد پاس کیں کہ اگر پیسے نہیں دے سکتے تو دو ڈھائی سو میگا واٹ بجلی دے دوں تاکہ جو سدرن ڈسٹرکٹس ہیں، چونکہ وہاں پر لفٹ کے بغیر آپ پانی نہیں دے سکتے،

لاکھوں ایکڑ زمین بنجر اس طرح پڑی ہوئی ہے لاکھوں ایکڑ زمین پانی کے لئے ترس رہی ہے لیکن چونکہ لفٹ پر خرچہ اتنا آتا ہے کہ وہ Feasible نہیں ہوتا کہ اس پر وہ کاشت کر سکیں تو ہم نے یہاں اسمبلی نے قرارداد پاس کیں کہ جی تین سو میگاواٹ دے دو 1450 میں سے دو سو میگاواٹ دے دو، سو میگاواٹ دے دو تا کہ ہم اپنے حصے کا پانی جو نیچے چلا جارہا ہے، اگر آپ کہتے ہیں تو؟۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ جاری رکھیں۔

جناب عبدالاکبر خان: ہم کہتے ہیں کہ اسی بجلی سے جو مفت ہمیں غازی بروتھا سے، شیئر میں پیسہ ہم نہیں مانتے کیونکہ ہمیں پتہ ہے کہ پیسہ نہیں ملے گا تو اس بجلی کے شیئر میں اگر ہمیں 1/3, 1/4, 1/5 or 1/6 حصہ دے دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے حصے کا پانی لفٹ کر کے سارے سدرن ڈسٹرکٹس کو سیراب کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! اب بات ایک جگہ تک پہنچ چکی ہے، حق ہے ہمارا چالیس، پچاس بلین، میں سراج الحق صاحب سے اس بات پر Agree نہیں کرتا کہ وہ کہتے ہیں کہ جی ہمارے 18 or 17 ارب کیوں ہم 18 or 17 ارب کی بات کریں؟ Though کہ یہ ہمیں اب بہت زیادہ لگتے ہیں کہ چھ کی بجائے سترہ، اٹھارہ مل جائیں تو یہ ہمارے لئے بہت ہیں لیکن اپنے حق کو ہم کیوں Forgo کریں جو ہمارا Right ہے، جو ایک حق ہے ہم اس کو کیوں اس طرح کریں کہ چھ کی بجائے اٹھارہ بہت زیادہ ہیں؟ نہیں، جو ہمارا حق ہے وہ ہمیں ملنا چاہئیے، جناب سپیکر! نہ صرف اس میں بلکہ اس دن جب میں نے تحریک التواء پیش کی، آپ نے مہربانی کی اسے اس ہاؤس نے اسے ایڈمٹ بھی کیا کہ 29 بلین تو آپ سندھ کو دے رہے ہیں، صرف ایک کراچی کو روجھان جمالی اور نصیر آباد کو ایک ایک ارب روپے ایک ایک ڈسٹرکٹ کو مل رہے ہیں اگر 29 ارب روپے پریذیڈنٹ اس صوبہ سرحد کو دے دیں تو 25 کروڑ، میں نے حساب لگایا ہے جو سارے ایم پی ایز ہیں 25 Crore per Constituency آتے ہیں تو ایک شہر کو 29 بلین دے رہے ہیں اور یہاں بھی ہمیں مار دے رہے ہیں۔ 160 ارب روپے جناب سپیکر، فیڈرل اے ڈی پی ہے، 160 ارب روپے انہوں نے جو فیڈرل اے ڈی پی بنائی ہے، 160 ارب روپے کی جس میں ہمارے صوبے کا شیئر آپ پاپولیشن کے حساب سے بھی کریں تو بیس، اکیس ارب بنتے ہیں۔ کیا وہ بیس، اکیس ارب روپے اس صوبے پر لگ رہے ہیں؟ کیا سنٹر نے وہ بیس ارب یا اکیس ارب روپے سالانہ اس صوبے کو دیئے ہیں؟ جناب سپیکر! کس کس

چیز کارونا ہے میں درخواست کرتا ہوں اخبار والوں سے کہ ہم تقریر تو کرتے ہیں کہ بات ختم ہو جائے گی۔ آپ خدا کے لئے اس چیز کو Highlight کریں، اپنے آرٹیکلز میں کرلیں۔ جناب سپیکر! میں سراج صاحب سے درخواست کرتا ہوں اور میں اس ہاؤس سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ آپ دیکھیں بجلی یہاں پر پیدا ہو رہی ہے اور اس کا جو ہیڈ کوارٹر ہے، وہ لاہور میں ہے واپڈا ہاؤس لاہور میں ہے۔ جناب سپیکر! اسلام آباد میں سیون سٹوری بلڈنگ بنی ہے، لیکن نہیں آرہے۔ نیول ہیڈ کوارٹر تو آگیا ہے، سارے ہیڈ کوارٹرز اسلام آباد شفٹ ہوگئے ہیں لیکن واپڈا ہاؤس لاہور سے اسلام آباد نہیں آرہا۔ جناب سپیکر! کتنے کارخانے لگے لاہور میں؟ میں نے ایک دفعہ دیکھا تھا کہ لاہور ڈویژن کی جو ساری انکم ہے، اس کی 50% سے زیادہ واپڈا ہاؤس نے، جو واپڈا والوں نے کارخانے لگائے ہیں ان سے جو بزنس Create ہوتا ہے، وہ سب کچھ ملا کر 50% صرف واپڈا ہاؤس سے ہو رہا ہے۔ کیونکہ اسلام آباد نہیں لا رہے ہیں چلیں ایک قرارداد پیش کرتے ہیں کہ واپڈا ہاؤس کو جبکہ ان کی بلڈنگ بنی ہوئی ہے، سب کچھ ہو بھی گیا ہے کیوں اسلام آباد شفٹ نہیں کیا گیا؟۔۔۔(تالیاں)۔۔۔کیوں شفٹ نہیں کیا گیا؟ جب سب کے ہیڈ کوارٹر اسلام آباد میں ہیں، تو ایک واپڈا کا کیوں وہاں پر ہے؟ وہ اس لئے جناب سپیکر، کہ جب وہ یہاں شفٹ ہو جائیں گے تو پھر ہمیں اور بھی بہت سی چیزیں نظر آئیں گی، پھر ہم اور بھی بہت سی چیزیں سمجھ لیں گے۔ Thank you جناب سپیکر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: انور کمال خان۔

جناب انور کمال خان: شکریہ جناب سپیکر۔ مجھے تو علم نہیں تھا کہ آج Net profits کے حوالے سے بات ہو رہی ہے لیکن جیسے عبدالاکبر خان نے اپنی تقریر میں فرمایا Net profits کے حوالے سے، یہ اتنا Important issue ہے کہ چاہے اس پر تیاری ہو یا تیاری نہ ہو لیکن میں ضروری سمجھتا ہوں کہ چند الفاظ اس کے لئے کہنا میرا فرض بنتا ہے۔ جناب سپیکر! عبدالاکبر خان نے تو اس کا ایک Constitutional آئینی پہلو آپ کے سامنے رکھ دیا ہے کہ آرٹیکل 161 کے تحت نیٹ پرافٹ اس صوبے کا حق بنتا ہے اور حق بھی ایسے بنتا ہے کہ آئین اسے Protection دیتا ہے، اس کی Guarantee دیتا ہے، اس کی سیکیورٹی آپ کو دیتا ہے کہ چونکہ یہ Hydle project جو ہے، یہ اس صوبے کا حق ہے لہذا ہر حالت میں صوبہ

سرحد کو یہ حق ملنا چاہئیے۔ جناب سپیکر! میں اس کا ایک دوسرا رخ، نٹ پرافٹس کے حوالے سے ہمیں جو نقصان ہو رہا ہے، اس صوبے کو ہو رہا ہے اور بیشتر اوقات ہم جو واویلا کرتے ہیں اپنے Developmental side کے حوالے سے کہ ہمارا صوبہ ترقی نہیں کر رہا اور ہمارے لئے معاشی مشکلات پیدا ہو رہی ہیں تو اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے صوبے کا، اگر اے ڈی پی پر ایک نظر ڈالیں تو آپ کی اے ڈی پی کا سائز تقریباً کوئی 48 بلین روپے کا بنتا ہے اور جناب والا، یہ 48 بلین روپے، جو کہ آپ کا Consolidated fund ہے، اس کو اگر آپ Bifurcate کر کے دیکھیں کہ Consolidated fund، صوبے کو یہ پیسہ آپ کے فیڈرل Divisible pool سے ملتا ہے تو یہ پیسہ آپ کہاں سے لے کر آتے ہیں؟ جناب والا، سب سے پہلے ایک تو آپ کے Provincial Receipts ہوتے ہیں جو آپ کے اپنے صوبے کی آمدن ہوتی ہے اور اس کے علاوہ تین چیزیں اور ہوتی ہیں جو اس Federal Divisible pool میں ملا کر اس کو Consolidated fund کا نام دیا جاتا ہے اور اس فنڈ سے پھر چاروں صوبوں کو یہ پیسے ایک خاص Criteria، ایک خاص فارمولے کے تحت تقسیم کئے جاتے ہیں تو جہاں آپ کے Provincial Receipts ہیں، وہ آپ کے تمام بجٹ جو صوبہ سرحد کا 48 بلین بجٹ ہے، بدقسمتی ہماری یہ ہے کہ وہ آپ کے تمام بجٹ کا کہ تمام صوبہ سرحد کے مواصلات تمام دس فیصد ہیں اس تمام بجٹ کے جو کہ ہمیں پیسہ ملتا ہے 90% ہمارے صوبے کا انحصار ہے، آپ Rely کرتے ہیں فیڈرل گورنمنٹ پر، Federal divisible pool پر اور آپ اگر Provincial Receipts بھی اس میں سے نکال دیں تو سب سے اہم چیز جو اس صوبے کی Source of income ہے وہ ہے جناب والا، آپ کا نٹ پرافٹ نمبر ایک، اور نمبر دو ہے جناب والا، آپ کے وہ ڈونرز، جو گرانٹس کی شکل میں اور Loan کی شکل میں پیسہ آپ لوگوں کو دیتے ہیں اور جناب والا، اس کے علاوہ تیسری چیز آپ کے جنرل سیلز ٹیکس GST، تو جناب والا، وہ دس فیصد اس میں سے نکال لیں تو 90% آپ کا انحصار مرکز کے ان پیسوں پر ہے جن کے لئے آج ہم اپنے حقوق کے لئے خیرات مانگ رہے ہیں اور اپنے حقوق کے لئے ہم یہاں پر واویلا کر رہے ہیں۔ جناب والا! نٹ پرافٹ کی حوالے سے جیسے عبدالاکبر خان نے اپنی تقریر میں آپ کو Facts and figures دے کر بتایا ہے کہ اس وقت آپ کی جو جنریشن ہے اور جس فارمولے کا ذکر انہوں نے کیا تو آپ اے جی

این قاضی فارمولے سے بخوبی واقف ہوگئے ہیں، کہ آپ کا پروڈکشن کیا ہے؟ وہ آپ کی Generating cost ہے، وہ آپ کی ٹرانسمیشن لائن ہے، وہ آپ کی ڈسٹری بیوشن ہے لیکن ایک چیز جناب عبدالاکبر خان بھول گئے تھے جو وہ ہمارے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں اور وہ ہوتے ہیں آپ کے Line loses وہ جو ٹرانسمیشن میں آپ کی بجلی کی جو چوری ہو جاتی ہے تو جناب والا! آپ سے Generating cost نکال کر، آپ سے ٹرانسمیشن لائن کا خرچہ نکال کر، آپ سے ڈسٹری بیوشن کا خرچہ نکال کر اور باقی چیزیں جو آپ کو دینی چاہیئے تھیں، ان میں جناب والا، جو Loses ہو جاتے ہیں، جو نقصانات ہو جاتے ہیں، وہ نقصانات بھی ہمارے صوبہ سرحد کی کھاتے میں ڈال دیتے ہیں اور بد قسمتی سے اگر آپ ان Loses کا ایک تخمینہ نکالیں، ایک مجموعہ نکالیں اور ان کا ایک Average نکالیں تو میرے غلط اندازے کے مطابق Loses، پورے پاکستان میں آپ کی بجلی بکھری ہوئی ہے، ان Loses کی خالی قیمت کا اگر آپ اندازہ لگائیں تو اس کی خالی قیمت تقریباً کوئی تیرہ ارب روپے بنتی ہے۔ اب وہ تیرہ ارب روپے بھی آپ کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں اور جناب والا، میں اس کی مثال ایسے ایک عرف عام میں، ایک عام طریقے سے آپ کو یہ دیتا ہوں جیسے آپ اپنے نوکر کو سو روپے دے دیتے ہیں اور اسے آپ بازار بھیجتے ہیں اور اسے آپ کہتے ہیں کہ آپ سودا خرید کر لائیں اور وہ بازار جا کر آپ کو چالیس روپے یا پچاس روپے کا سودا تو لے آتا ہے لیکن آپ کو ساتھ یہ بھی بتا دیتا ہے کہ جناب والا، میں پچاس روپے اور ساٹھ روپے کا سودا تو لے آیا ہوں لیکن بقایا روپے مجھ سے گر گئے ہیں، یہ پیسے مجھ سے گم ہو گئے ہیں جو کہ مالک کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں تو کیا آپ اس کو اپنا نقصان سمجھیں گے؟ ہر روز آپ کا نوکرا گر جائے اور ہر روز اگر بیس تیس روپے اس سے گر جائیں اور وہ آپ کے کھاتے میں ڈالتا جائے تو چالیس روپے کا روزانہ کا سودا آپ کو سو روپے میں پڑے گا۔ جناب والا! اس طریقے سے جہاں ہمارے اس صوبے کو اور مشکلات ہیں اور مرکز سے ہم یہ کہتے ہیں، آپ اگر اپنی اے ڈی پی کو دیکھیں تو 48 ارب روپے کی ہماری اے ڈی پی ہے اور بجٹ بنانے سے پہلے بھی ہم شور مچاتے رہے لیکن اس میں ہماری حکومت کا کوئی قصور نہیں، یہ تو ایک طریقہ کار چلا آرہا ہے کہ آپ جب اپنا بجٹ Prepare کرتے ہیں، آپ اپنی اے ڈی پی بناتے ہیں تو آپ وہاں پر ایک Figure project کرتے ہیں نٹ پرافٹ کے حوالے سے، اور وہ Figure جو کہ اس 2003-04 کے اے ڈی پی میں پروجیکٹ کی گئی ہے، وہ سترہ

ارب روپے پروجیکٹ کی گئی ہے۔ یہ بالکل آپ کا Claim ہے، آپ کا حق ہے، ہمارا حق جیسے ان کے حساب سے بنتا ہے تو میں تو کہتا ہوں کہ آج بھی 25 ارب روپے حکومت اگر ہمیں سالانہ دے، اس صوبے کو دے تو وہ بھی کم ہیں لیکن پھر ہم اگر اس کو ایک طریقے سے پروجیکٹ کرتے ہیں تو آپ سترہ ارب روپے کے حوالے سے اپنی اے ڈی پی میں پروجیکشن کرتے ہیں۔ آپ کو پیسہ ملتا ہے چھ ارب روپے لیکن اس کے اوپر بھی بد قسمتی یہ ہے کہ وہ چھ ارب روپے بھی ایک تو آپ کو وقت پر وہ پیسہ نہیں ملتا اور دوسرا یہ کہ مرکز آپ سے ان چھ ارب روپوں میں سے بھی تقریباً دو ڈھائی ارب روپے At source کاٹ لیتا ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں، ان کا یہ دعویٰ ہے کہ جتنے بھی ڈیپارٹمنٹ صوبہ سرحد کی ہیں، چاہے وہ ایریگیشن ہے، چاہے وہ پبلک ہیلتھ ہے، چاہے وہ ہیلتھ ہ، چاہے وہ کمیٹیز ہیں، چاہے وہ جو بھی ڈیپارٹمنٹس ہیں، وہ جو بجلی خرچ کرتے ہیں، ان کے یوٹیلٹی بلز ادا نہیں ہوتے، لہذا اربوں روپوں کا انہوں نے آپ کے اوپر دعویٰ کیا ہوا ہے اور جب تک یہ دعویٰ آپ کے اوپر مرکز کا رہے گا یہ Cap to freeze انہوں نے آپ کے نٹ پرافٹ پر لگایا ہوا ہے۔ اگر صوبہ سرحد لاکھ بھی ان کے پیسے دے، لاکھ بھی ان کی منتیں کرے، وہ پہلے اپنا حساب آپ سے چکائیں گے، اس کے بعد آپ کو پیسہ دیں گے اور جناب والا، پھر آپ کو اس Projected amount میں جو نقصان ہوتا ہے، At source ان چھ ارب روپے میں سے بھی آپ کے دو تین ارب کٹ جاتے ہیں تو آپ کے کھاتے میں نٹ پرافٹ کے حوالے سے آپ اپنی اے ڈی پی اور Departmental budget کے حوالے سے عرض کر رہا ہوں کہ خالی اس میں جو Short fall، کمی واقع ہو جاتی ہے، وہ کمی، کم و بیش چودہ ارب روپے کی بنتی ہے اور چودہ ارب روپے کے برعکس اس کے عوض آپ اپنی Schemes اے ڈی پی میں پراجیکٹ کرتے ہیں۔ آپ بتاتے ہیں کہ ان چودہ، سترہ ارب روپے میں آپ کی کون کونسی سکیمز ہیں؟ یہ بالکل جناب والا، اپنے آپ کو دھوکا دینے والی بات ہے کہ آپ کو پیسہ ملتا ہے تین ارب روپے اور آپ پراجیکٹ کرتے ہیں سترہ ارب روپے، چودہ ارب روپے، آپ یہ کمی کہاں سے لے کر آئیں گے۔ آپ اپنے ان پراجیکٹس کو کیسے فنڈ کریں گے تو نقصان اس کا یہ ہوتا ہے کہ آج بھی آپ اپنی اے ڈی پی کو دیکھیں، آپ کی اس اے ڈی پی میں آپ کی بارہ سو سکیمیں Reflect کی گئی ہیں، بارہ سو سکیمیں، ہم نے جو اے ڈی پی بنائی ہے، اس میں ہم نے بارہ سو سکیمیں Reflect کی ہیں اور میرے خیال میں آج بھی،

ہمارے سینیئر منسٹر صاحب یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، وہ اس چیز کی گواہی دیں گے کہ بارہ سو سکیموں میں سے ہم نے صوبہ سرحد میں اس سال کی آٹھ سو سکیموں کو ختم کر دیا ہے، آپ کی پاس صرف چار سو سکیمیں رہ گئی ہیں، آٹھ سو سکیمیں آپ نے ختم کر دی ہیں اس لئے آپ نے ختم کر دی ہیں کہ آپ کے پاس ان کے لئے کوئی پیسہ نہیں ہے۔ آپ ان کے لئے کہاں سے فنڈز دیں گے اور کہاں سے پیسہ دیں گے؟ اب آپ کی ڈونرز ایجنسیز ہیں، آپ ان کا کھاتہ بھی اپنی اے ڈی پی Project کرتے ہیں کہ جناب والا، یہ ایک شیخ چلی کا منصوبہ ہے کہ آنے والے وقتوں میں ہمیں ڈونرز ایجنسیز پیسہ دیں گی اور ڈونرز ایجنسیز بھی کوئی ایسے نہیں کہ آپ کو کروڑوں میں پیسہ دیتی ہیں، ڈونرز ایجنسیز بھی آپ کو اربوں میں پیسہ دیتی ہیں۔ جہاں آپ اربوں کا پیسہ اپنی اے ڈی پی میں Project کرتے ہیں لیکن وہ پیسہ حقیقتاً اگر آپ کو نہ ملے تو اس کا نقصان یہ جو چودہ ارب روپے کا Short fall ہوتا ہے تو وہ چودہ ارب روپے سے بڑھ کر تقریباً کوئی سترہ اٹھارہ ارب روپے بن جاتا ہے لہذا ہم بار بار، بار بار اپنے بجٹ میں اور اپنی اے ڈی پی میں مار کھاتے رہتے ہیں۔ جناب والا! ہمارے Net profits کے حوالے سے جیسے عبدالاکبر خان نے آپ کو Figures دیں، کیا اس وقت Generating cost ہے؟ آج بھی اگر آپ حساب لگا کر دیکھیں اور اس پر چارج بھی لگا دیں، اس پر سرچارج بھی لگا دیں، اس پر ٹیکسیز بھی لگا دیں، اس پر سب کچھ آپ لگا دیں تو اسی 80 پیسے کے حساب سے ایک دھیلا بھی آپ کے Per unit cost سے زیادہ آپ کا خرچ نہیں ہوتا لیکن جب آپ Domestic tariff دیکھیں، آپ اپنے Commercial tariff کو دیکھیں تو آپ کو پانچ روپے اور چار روپے ستر 70 پیسے حساب سے ٹیکسز کے علاوہ Domestic tariff آپ کا بنتا ہے۔ آپ اگر کمرشل کی حساب سے دیکھیں تو کمرشل سے آپ کا Tariff سات آٹھ روپے سے اوپر چلا جاتا ہے۔ جناب والا! آپ کو یہ بات تو Apparently اور ظاہراً بڑی چھوٹی سی لگتی ہے کہ ہم Net profits کے حوالے بات کرتے ہیں لیکن آپ اگر اپنے صوبے کے حالات کو دیکھیں، یہاں پر ہم بے روزگاری کی بات کرتے ہیں، یہاں پر ہم مہنگائی کی بات کرتے ہیں، یہاں پر ہم لاء اینڈ آرڈر کی بات کرتے ہیں تو یہ تمام چیزیں، جو بھی نقائص ہیں، نقصانات ہیں وہ آپ کے معاشی حالت وہ آپ کے فنانسز سے متعلق ہیں اگر یہ صوبہ فنانشل لحاظ سے اچھا ہوتا تو جناب والا، کرائمز ریٹ آپ کے صوبے میں میرے خیال میں Almost صفر ہو جاتا لیکن آپ ان جرائم کو، ان

نقصانات کو، یہ جو مشکلات ہیں، یہ جو چیلنجز ہیں جو آپ کو درپیش ہیں، جو ہمیں درپیش ہیں، جو حکومت کو درپیش ہیں، جو ان سب لوگوں کو درپیش ہیں وہ آپ کی معاشی حالت ہے اور اسی وجہ سے الحمدللہ صوبہ سرحد تو خدا کے فضل سے باقی صوبوں کے حساب سے دیکھیں تو ہم پھر بھی اپنے آپ کو بہتر سمجھتے ہیں۔ آج جناب والا، میں صبح جب لکی مروت سے آرہا تھا تو جیسے اس دن میاں صاحب نے فرمایا کہ راستے میں جلوس تھا، لوگ لوڈشیڈنگ سے تنگ آگئے، میں اس دن بھی کسی کے ساتھ مذاق کر رہا تھا، میں نے کہا کہ ہمارے لوگ چوریاں کیوں نہیں کریں گے، یہ بجلی کی Stealing کیوں نہیں کریں گے، آپ چاہیں، ہمارے علاقوں میں جا کر دیکھیں، کسی Remote علاقے میں جا کر دیکھیں وہاں پر تمام لوگوں نے کنڈے ڈالے ہوئے ہوتے ہیں، کیوں وہ کنڈے ڈالتے ہیں؟ کیا وہ اتنے مست ہیں کہ وہ چوری کرنے پر ضرور تلے ہوئے ہیں؟ نہیں، یہ ان لوگوں کی مجبوریاں ہیں۔ جب ایک آدمی سو روپے روزانہ کماتا ہے، تین ہزار روپے اگر اس کے ایک مہینہ کا بجٹ ہے تو آپ ایک بجلی کے حساب میں، اگر آپ اس کے گھر پانچ چھ سو، سات سو یا ہزار روپے کا بل بھجوا دیتے ہیں تو اس غریب بندہ کی جو بھی جمع پونجی ہوگی، جو بھی اس کی آمدن ہوگی، جو بھی اس کی کمائی ہوگی وہ تو ایک یوٹیلٹی بل میں، ایک بجلی کے کھاتے میں جمع کروا دیں گے۔ اس لئے لوگ مجبور ہو رہے ہیں کہ وہ بجلی کی چوری کریں اور جناب والا، ہم تو پہلے اس حساب سے سمجھتے تھے کہ کوئی غریب آدمی ہے اور وہ چوری کرتا ہے لیکن آج کل تو شرفا بھی چوری کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں ایئرکنڈیشنز اگر آپ اپنے گھر میں لگاتے ہیں اور آپ اس میں چوری نہیں کرتے، آپ Stealing نہیں کرتے، آپ میٹر میں کوئی Tempering نہیں کرتے تو میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ کا بل تقریباً گو آٹھ دس ہزار روپے کا ایک ایئرکنڈیشنز جو آپ خاص خاص وقتوں پر، یا دوپہر کو یا رات کی وقت لگائیں گے تو اس کا بل دس ہزار روپے آئے گا۔ کون سا گھر ہے جس میں دو تین چار ایئرکنڈیشنز استعمال نہیں ہوتے؟ تو کیا وہ اس چیز سے مبرا ہو سکتا ہے، جناب والا! اس دن ہمارے علاقے میں لوگوں نے کنڈے ڈالے ہوئے تھے تو واپڈا کے اراکین آئے اور پول کے اوپر چڑھ کر وہ کنڈے اتار رہے تھے تو گھروں میں، علاقے میں جو مستورات تھیں انہوں نے ان پر کتے چھوڑ دیئے۔ اب نیچے کتے کھڑے ہوئے تھے اور اوپر لائن مین ٹنگا ہوا تھا جناب والا، دو گھنٹے تک وہ ٹنگا ہوا تھا ہوا میں،۔۔۔(تالیاں)۔۔۔ وہ نیچے اتر نہیں سکتا تھا اس لئے کہ کنڈے اتار رہا تھا اور

نیچے چار پانچ کتے بھونک رہے تھے۔ تو جناب والا، یہ ان لوگوں کی مجبوریاں ہیں۔ نہ وہاں پر پولیس کوئی آپریشن کر سکتی ہے، نہ وہاں پر آپ کا قانون کوئی کام کر سکتا ہے۔ اگر ایک گاؤں میں کوئی ایک چور ہو تو آپ اس کو پکڑ لیں اگر سارے کا سارا گاؤں اس چوری پر مجبور ہو جاتا ہے تو آپ کن کن لوگوں کو ان جرائم میں پکڑیں گے؟ جناب والا! بس میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس حوالے سے ہمارے سینیئر منسٹر صاحب یہ محسوس نہ کریں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جتنا آپ اس صوبہ کے لئے پریشان ہیں، اتنا ہم بھی اس کے لئے پریشان ہیں اور ہماری یہ ایک متفقہ کوشش ہوگی بلکہ میری تو یہ رائے ہوتی این ایف سی کے حوالے سے، گو کہ اس بحث میں حصہ میں نے نہیں لیا، اگر اس پر آپ مناسب سمجھتے ہیں چونکہ اب۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> میرے خیال میں اس پر تفصیلی بحث ہوگئی ہے، آپ نہیں تھے اور منسٹر صاحب بھی اس پر بول چکے ہیں۔

<u>جناب انور کمال:</u> شکریہ جناب۔

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ۔ سکندر شیرپاؤ صاحب! آپ کچھ فرمائیں گے۔

<u>جناب سکندر حیات خان:</u> شکریہ جناب سپیکر۔

<u>جناب سپیکر:</u> سکندر خان شیرپاؤ صاحب۔

<u>جناب سکندر حیات خان:</u> زه ستاسو ډیر مشکور یمه چې په دې اهم موضوع باندې تاسو ماله موقع را کړه حالانکه پرون په این ایف سی باندې بحث کښې ما دا شے Touch کړے دے او کافی حد پورے ما په دې باندې خبرې کړې دی خو چونکه نن دا په ایجنډے باندې ساتلے شوې دے نو زه به دا کوشش کومه چې Brief اوسم۔

<u>جناب سپیکر:</u> انتهائی Brief، چې منسټر صاحب بیا۔۔۔۔

<u>جناب سکندر حیات خان:</u> او په دې باندې یو څو خبرې او خپل تجاویز پیش کړمه۔ جناب سپیکر! پرون هم ما چې خپل تقریر شروع کوؤ نو ما دا ویئلی وو چې د صوبے د مفادو د پاره، د صوبے د ترقئی د پاره، زمونږه د صوبائی خود مختیارئی د پاره، چې کله هم زمونږ صوبائی حکومت یا نور څوک هم، چې څوک هم آواز اوچتوی نو په هغې کښې به زمونږه پارټی، پاکستان پیپلز پارټی

(شیرپاؤ) به روستو نه پاتے کیږی او هغه به هر چا سره یو ځائے د صوبے د خودمختارئی د پاره او د خپل حقوقو د پاره مکمل جدوجهد کوی۔ نن بیا زه هغه خپل Stand دغه کومه۔ جناب سپیکر! پرون مونږه دا Discuss کړے وو چې زمونږه زیات تر Resources د فیډرل گورنمنټ په دغه باندې Depend کوی او ما تا سو ته اووئیل چې۔ تقریباً Eighty five percent دغه چې دے، زمونږه دا فیډرل گورنمنټ باندې دے، بیا څه لږ ډیر ډونر ایجنسیز شی او څه زمونږه خپل ډیر دیگر Resources دی چې، هغې نه مونږه خپل دغه کوؤ۔ دغې لحاظ سره این ایف سی ایوارډاو بیا ورپسے په دوئم نمبر باندې Net hydel profits، دا زمونږه د صوبے د پاره د ژوند او د مرگ یو حیثیت لری ځکه چې دا داسې دغه دی چې که دا پیسے مونږه ته ملاؤ شی نو هله مونږه خپل تنخواهگانے پوره کولے شو، مونږه خپل دے صوبے کښې د ترقئی کارونه شروع کولے شو۔ که دا مونږ ته ملاؤ نه شی نو زمونږه سره دومره Resources نشته چې مونږه خپل تنخواهگانو ضرورت هم پوره کړو او یو قسمه داسې Deficit، حالاتو کښې به مونږه دغه شو۔ نو جناب سپیکر، دغه لحاظ سره دا ډیر اهم دغه دے۔ عبدالاکبر خان په دې باندې تفصیلی بحث اوکړو او آرټیکل (2) /161 باندې ئے پوره دغه اوکړو۔ د هغې په Explanation کښې عبدالاکبر خان بحث اوکړو زه به ئے Repeat نه کړمه ټول دغه، هغې کښې، په Explanation کښې دا خبره وو چې په Article 161 (2) main clause کښې چې دے هغې د هائیډل جنریشن دغه چې۔ دے، هغه د هغې Province دغه راځی چې کوم یو کښې دغه وی او هغه لحاظ سره زمونږه صوبے یو حق Establish شوې دے او په Constitution کښې مونږه ته یو دغه شته۔ خو د هغې Explanation کښې که تاسو اوگورئی چې د هغې Bulk rate باندې دغه دا دے چې سی سی آئی به د هغې فیصله کوی او هغې د پاره Bus-bars باندې د ریټ تعین به کوی چې کوم ریټ باندې دا Net Hydel profits یا Net profits ملاویدل پکار دی۔ دغه سلسله کښې جناب سپیکر، زمونږه د صوبے سره په دې لحاظ سره یو زه به اووائمه چې زیاتے شوې دے چې دا پکار وو چې کله Constitution په 1973 کښې جوړ شو نو هغه وخت نه چې په دې باندې یو دغه شوې وے او دا زمونږه یو حق چې دے دا مونږه ته

ملاؤ شوې وې۔ Unfortunately په 1979 کښې چې کو این ایف سی ایوارډ Constitute شو بیا Latter on چې کوم خپل Decision ورنه کړے شو او یو دغه اونه کړے شو، هغې کښې هم دا ایشو Raise شوې وو خو دا Settle نه کړے شوه۔ روستو په 1985 کښې اے جی این قاضی کمیټئ په 1985 کښې جوړه شوې وه او هغې کښې د دې د پاره یوه فارمولا راویستے شوه چې په کوم باندې د سی سی آئی Decision هم راغلې دے او سی سی آئی هم دا دغه کړے چې بهئی دا اے جی این قاضی فارمولے مطابق مونږه ته خپل دغه ملاویدل پکار دی۔ او دلته کښې چې کوم Problems راځی جناب سپیکر، هغه د Interpretation مد کښې راځی۔ زمونږه دا دغه دے چې Consumers ته په کوم ریټ باندې Electricity ملاویږی نو پکار ده چې هم په هغه دغه باندې صرف خپل Operating cost، او Distribution cost تری اوباسی او نور چې کوم پاتے شی، هغه د مونږ ته ملاؤ شی دا واپډے هلته دغه Interpretation لږ بدل دے هغوئی دا دغه کوی چې یره دے کښې Sale of power چې کوم دغه دے او Fuel adjustment سرچارج چې دے، دا په هغه ریټ کښې شامل دی خو سرچارج او ایډیشنل سرچارج چې دے هغه په هغې دغه کښې نه راځی او د دغې د وجے نه دا کوم دوه Figures چې راځی یا دا کومه جهګړه چې راځی نو دا په دغے دغه باندې راځی چې بهئی آیا Surcharge should be included in that amount آیا Additional surcharge should be included in that amount او که نه؟ جناب سپیکر! زما خپل دا رائے ده او ما مخکښې هم سراج الحق صاحب ته هم دا دغه کړے وو او ګورنمنټ ته مے هم دا دغه کړے وو چې د دې Actual forum سی سی آئی دے۔ مونږه ته پکار دی چې مونږه یا دا ایشو هلته کښې Raise کړواو د دې د پاره Clarification هلته کښې اوغواړو چې دا سرچارج او کوم ایډیشنل سرچارج دے چې هغه هم دے ریټ کښې Add کړے شی نو زما خیال دے هغې سره به زمونږه Significant increase کیږی او دا به دغه کیږی نو دا به زما دوئ ته خواست وی چې دا د دغه فورم باندې، څنګه چې ما پرون وائیلی وو چې این ایف سی کښې هم د Link کړی Plus سی سی آئی کښې دا اوچت کړی چې د هغې د پاره دغه اوکړے شی ما مخکښې هم دوئ ته

دا دغه کړے دے چې څو پورے چې زمونږه دغه دے یا دا آفتاب خان د طرف نه دغه دے ، هغه زه دوئ ته اوس هم مکمل یقین دهانی ورکوم چې هغوئ به ئے پوره Support کوی څو پورے چې دا Six billion کیپ Amount دے ، هغه اوسه پورے زمونږه صوبے ته په ټائم باندې به نه ملاویدو او د هغې د وجے نه به مونږه ته ډیر نقصانات به کیدل، آخیری جون، ما د Last څلورو پینځو کالو دغه کتلی دی نو د جون آخیری هفتے کښې به Bulk amount راغې هغه به هم ډیر په منتونو سره ملایدو، نو څل جناب سپیکر تاسو ته به هم یاد وی، هم دے اسمبلئی کښې مهتاب عباسی صاحب چیف منسټر وه، د میاں نواز شریف صاحب گورنمنټ وو په سنټر کښې، دواړه د یو پارټئی وو خو هم دغه مسئله وه چې Net hydel profit دغه نه وو ملاؤ شوې نو په بجټ اجلاس کښې واک آؤټ شوې وو۔ هغوئ وئیل چې بجټ به مونږه تر هغې نه پاس کوؤ څو پورے چې دا Amount مونږ ته نه وی ملاؤ شوې او بیا د جون په آخری ورځو کښې هغه Amounts مونږ ته ملاؤ شو۔ دغه شان دا اوس دا درے کاله د پریزیډنټ مشرف صاحب چې کله حکومت وو نو هغې کښې هم زمونږه د صوبے هم دغه Stance پاتے شوې پے حالانکه دلته کښې هم گورنر صاحب د هغوئ Nominee وو او چیف ایگزیکټیو وو، هغه درے کالو کښې د هغوئ به هم دا دغه وو چې په آخیری جون کښې به دا پیسے ملاویدے او د هغې د وجے نه به ټولی صوبے ته مشکلات وو۔ آفتاب خان چې کله نه راغلې دے ، مونږ دا کوشش کړے دے چې هغه Six billion چې کوم زمونږه حصه ده، هغه دے په ټائم باندې زمونږه صوبے ته ملاؤ شی او په دغې کښې Quarterly amount چې هغه مخکښې نه بهتر انداز کښې سراج صاحب دوئ ته او زمونږه دے صوبے ته ملاویږی لگیا دی نو دغه لحاظ سره مونږه پوره Cooperation کوؤ لگیا یو او کوشش کوؤ چې دا د زمونږه د صوبے د پاره دغه او شی۔ ورسره دا به زه ورته خبره کوم چې دا په سی سی آئی کښې چې اوچت کړی، هغې کښې به هم مونږ ورسره پوره Support کوؤ او د دوئ د پاره به دا دغه کوؤ چې دا Amount دے Increase کړے شی او دا کیپ لرے کړے شی۔ جناب سپیکر!۔

جناب سپیکر: شاد محمد خان خو واک آؤټ اوکړو۔

جناب سکندر حیات خان: د هغوي باره بجے کیدو والا دی۔

جناب سپیکر: نه لس منټه پکښې کم دی کنه۔

جناب سکندر حیات خان: خبره ما پرون هم کړې وه چې مونږه خو د خپل دغه د پاره اپوزیشن د حکومت سره مکمل تعاون کوی او په هر Step او هر Stage باندې مونږه ورسره تعاون کوؤ د خپلے صوبے د حقوقو د پاره او کوؤ به مخکښې هم، د صوبے خبره چې راځی هغې کښې بیا مونږه سیاسی دغه پکښې نه راولو، خو خبره دا ده جناب سپیکر! چې دلته کښې هم۔۔۔۔

ملک ظفر اعظم (وزیر قانون): یہ تو جناب اخبار دیکھ رہے ہیں۔ اخبار ګوری۔

جناب سپیکر: اچھا یہ لائبریری تو نہیں ہے معزز ایوان ہے۔ جی۔

جناب سکندر حیات خان: جناب سپیکر! خبره دا ده که مونږ هغه Resources هم که صحیح طریقے سره استعمالوؤ زمونږه Meager resources دی خو صحیح استعمال کړو نو هغه به زمونږ د انفراسټرکچر او دغه کیږی که مونږه ته زیات Resources هم ملاؤ شی او مونږه ئے صحیح نه استعمالوؤ، هغه په پوره مساوی انداز کښې، پرون زه خو موجود نه ووم چې کله Windup speech کیدو نو سراج الحق صاحب هم په خپل تقریر کښې، چې ما کوم دغه اوریدلی دی، هغوي دا دغه کړے دے چې یره مساوی انداز کښې، د اسلام هم دا دغه دے، چې مساوی بنیادونو باندې تقسیم پکار دے نو زما دا یقین دے چې دوئ به په دغه باندې اوس مخکښې عمل کوی که اوسه پورے زمونږه په نظر کښې ئے عمل نه دے کړے نو چې مخکښې آئنده بجټ جوړاوی نو د دې څیز به خیال ساتی او مساوی انداز کښې به ټولو ضلعو له، ځکه چې دا ټولے ضلعے، هر ضلع د صوبه سرحد چې ده هغه زمونږه خپله ضلع ده او دا صوبه ټوله مونږ ته خپله یو شان ته برابر کنټرول پکار دی نو دغے کښې به زه دوئ ته دا خواست کومه۔۔۔۔

Mr. Speaker: Order please.

جناب سکندر حیات خان: زه دا خواست کومه چې پکار دی چې کله بجټ جوړوی چې هغه هم په دغه مساوی انداز کښې تقسیم دے اوکړی او ټولو ضلعو ته دغه اوکړی که د فیډریشن نه مونږه دا دغه غواړو چې یره یو صوبے ته زیات دغه د

نه ملاویږی او At par مونږه راشو نو دغه شانته پکار دی چې دغه شے مونږه دلته کښې هم اوکړو او ضلع هم د At par راوستو د پاره یو طریقه کار اوکړو۔ مونږه د چا په دغه باندې نه دغه کیږو جی چې که یو ضلعے کښې زیات فنډز استعمالیږی، ټول زمونږه صوبه ده خو خبره دا ده چې د یو ضلعے حق هم نه وی وهل پکار نو د دغې شی خیال بیا پکار ده چې مونږه په خپله صوبه کښې هم اوساتو نو هله به دا مخکښې ټهیک دغه کیږی۔ آخره کښې جناب سپیکر صاحب، زه بیا یو ځل دا خبره کومه چې د صوبے د حقوقو د پاره چې دوئ څه قسمه اقدامات اوچتوی، کوم دغه کوی مونږه به دوئ سره تعاون کوؤ او دا به دوئ ته زمونږه پورا دغه وی چې دا اے جی این قاضی فارمولے مطابق چې د صوبے کوم حق جوړیږی، د هغې د پاره د آواز اوچت کړی، زمونږه به ورسره یو ځائے آواز وی۔ دوئ د دا کیس خپل Treat کړی، مونږه به ئے Support کوؤ او دا پکار دی چې دوئ د دا خپل جنګ په صحیح فورم باندې دغه کړی۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> شکریه۔

<u>مولانا محمد مجاهد خان الحسینی:</u> جناب سپیکر صاحب! زه ډیر افسوس کوم چې په ځائی د دې چې په موضوع ئے تقریر کړے وے او په ځائے د دې چې دا وینا ئے کړے وے چې صوبه سرحد سره څومره ظلم کوی دا څوک کوی؟ د خپل والد ګرامی سفارش ئے اوکړو نور ئے هیڅ اونه کړل۔

<u>Mr. Sikender Hayat Khan:</u> I am on a point of personal explanation.

زما خیال دے چې مولانا مجاهد صاحب په تقریر باندې هډو نه توجه ورکړه او نه پوهه شو۔ هغوې زما په خیال په دې Technical څیزونو باندې هغه شانتے نه پوهیږی نو پکار نه ده چې په هغه څیزونو باندې هغه شانتے خبره کوی۔ ما خو تاسو ته ثابته کړه چې زمونږه په لاس کښې چې کوم شئے دے هغه مونږه په خپل دغه باندې پوره دغه کوؤ لګیا یو۔ خبره د سی سی آئی دغه ده نو پکار ده چې صوبائی حکومت صحیح کیس Treat کړی نو هله به دغه کیږی۔

<u>مولانا محمد مجاهد خان الحسینی:</u> ستا د یو یو پوائنټ جو زه درکولے شمه خو مناسب نه ګنړم ځکه چې تا صرف د خپل والد ګرامی صفائی اوکړه۔

جناب سپیکر: دو معزز اراکین صوبائی اسمبلی نے کچھ شکوہ کیا ہے۔ مولانا عبدالرحمان صاحب کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے تو میرے خیال میں اس کو پہلے لیتے ہیں اور یاسمین خان صاحبہ کا بھی کچھ پوائنٹ آف آرڈر ہے تو اس کے بعد ٹی بریک کریں گے اور پھر اس ڈیبیٹ کو جاری رکھیں گے۔ جی مولانا عبدالرحمان صاحب۔ مختصر۔

مولانا عبدالرحمان: مختصر ہے جی۔ آج اخبار میں آیا ہے جی کہ پی ٹی سی کی ہزار آسامیوں کی منظوری اور یہ تو آپ حضرات کو معلوم ہے کہ ہمارا جو ضلع چترال ہے، یہ پورے صوبے میں سب سے پسماندہ ہے لیکن یہ جو ان کو تقسیم کیا ہے، اس میں سب سے کم آسامیاں چترال کو دی گئی ہیں۔ چترال کے لئے اڑتالیس مردانہ اور چھ زنانہ، اس لئے ہماری درخواست ہے کہ ہم نے جو معلومات کی ہیں یہاں ڈائریکٹوریٹ میں بھی اور چترال میں بھی کم از کم وہاں تین سو آسامیوں کی ضرورت ہے اور یہ کل ملا کر تقریباً 50 پچاس اور 60 ساٹھ بھی نہیں ہیں لہذا کم از کم ہماری اس درخواست پر ہمدردانہ غور فرمایا جائے۔

جناب سپیکر: یاسمین خان صاحبہ (مداخلت) آپ اس کی پوری تائید کرتے ہیں۔

پرانے شناختی کارڈز کی تاریخ منسوخی

محترمہ یاسمین خان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ، جناب سپیکر۔ اصل میں ہم اس ایوان کے توسط سے جو بھی مسئلہ اٹھاتے ہیں، وہ اجتماعی مسئلہ ہوتا ہے اور میں بھی اس اجتماعی مسئلے کی جانب نشاندہی کرنا چاہتی ہوں کہ دسمبر کے End میں پرانے قومی شناختی کارڈ چونکہ منسوخ کرنے کا اعلان کیا گیا ہے اور بہت سے لوگ ایسے ہیں، بہت سے اضلاع ایسے ہیں کہ ان میں یہ سہولت نہیں ہے کہ وہاں کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ مہیا ہو سکے کیونکہ نادرا سنٹرز اور سوفٹ سنٹرز کا عملہ کم ہے، اس وجہ سے کتنے سارے لوگ ایسے ہیں، اگر ان کے پرانے شناختی کارڈ منسوخ ہو گئے، تو ہر مرحلے پر، ہر کام کے لئے شناختی کارڈ ان کی کام آئیں گے اور ان کے پاس نہ ہوئے تو پھر یقیناً ان کے لئے مشکلات پیدا ہوں گی۔ اس لئے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ یا تو عملے میں اضافہ کیا جائے یا پھر جو تاریخ مقرر کی گئی ہے قومی شناختی کارڈ منسوخ کرنے کی، اس میں توسیع کی جائے کیونکہ خاص کر ضلع مانسہرہ میں یہ بہت زیادہ پریشانی بھی ہوئی ہے۔ شکریہ۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: جی! گستاسپ خان۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان (قائد حزب اختلاف): سر! یہ ایک بڑا Genuine مسئلہ ہے جس کی طرف یاسمین صاحبہ نے توجہ دلائی ہے اس لئے Remote corners صوبے کے ہیں جہاں پر یہ عملاً مشکل ہے کہ اتنا جلدی یہ انتظام ہو سکے۔ اس میں کوئی ریزولیوشن میں تجویز کروں گا ایسی لائی جائی تاکہ فیڈرل گورنمنٹ اس پر فوری طور پر کوئی اقدامات کرے اور یہ مسئلہ حل ہو سکے۔

جناب سپیکر: جی، قلندر خان لودھی صاحب۔

جناب قلندر خان لودھی: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ جناب سپیکر صاحب! اس مقدس ایوان میں انصاف کی باتیں ہوئیں۔ بڑی اچھی اچھی باتیں ابھی ہو بھی رہی ہیں تو آپ سے میری ریکویسٹ ہے کہ ابھی پودوں کی باتیں ہوئی ہیں، بچوں کی باتیں ہوئی ہیں تو ان پر بھی بڑا Serious action کیا گیا۔ میری ریکویسٹ یہ ہے کہ اس صوبے میں کچھ واقعات ہوتے ہیں، ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں، جن میں لوگ مرتے ہیں تو ان کو Compensation دی جاتی ہے اور پھر اسی دن دوسری دفعہ یہ واقعات ہوتے ہیں تو کسی کو پوچھا تک نہیں جاتا۔ تو اس میں ہمارے ساتھ یہ زیادتی کیوں ہو رہی ہے؟ یہ میں کہوں گا جی کہ پانچ ستمبر کو دیر میں واقعہ ہوا، اسی وقت وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد یہ دس 10 ستمبر کو ایبٹ آباد میں ہوا، وہاں دیر میں پندرہ افراد جاں بحق ہوئے، اعلان ہو گیا جی، دس ستمبر کو ایبٹ آباد کی واقعہ میں نو افراد جاں بحق ہوئے، کوئی اعلان نہیں ہوا۔ اکیس اکتوبر کو ایبٹ آباد میں اسی جگہ پر ان کا ایکسیڈنٹ ہوا۔ پل کے نیچے، پچیس 25 افراد ہلاک ہوئے کوئی اعلان نہیں ہوا، ابھی چودہ دسمبر کو چودہ افراد ہلاک ہوئے مجھ جیسے غریب اور میری غریب Constituency کے لوگ تھے، وہاں کے نائی اور اس قسم کے کسان، بالکل غریب لوگ تھے۔ میں وہاں دعا کے لئے گیا تو وہ چارپائیوں پر نہیں بیٹھے ہوئے تھے، وہ اپنے لوگوں کے سامنے بھی نہیں بیٹھ سکتے تھے اور نہ ان کے بیٹے بیٹھ سکتے تھے، اتنے وہ غریب لوگ تھے ان کی کوئی کفالت کرنے والا نہیں ہے۔ میں نے حکومت کو ریکویسٹ کی تھی کہ میری اے ڈی پی میں سے کاٹ کر لگا دیں، مجھے ایک کلو میٹر روڈ کم دے دیں، انہوں نے دیا ہے وہ روڈ بھی، اور یہ اس کو Convert کر کے، اگر ان کے پاس وسائل نہیں ہیں، تو یہ میرے ان لوگوں کو Compensate کر دیں۔ یہ میری ان سے ریکویسٹ ہے آپ

کی وساطت سے اور اس ہاؤس کی وساطت سے، جب ہم لوگ واپس جاتے ہیں تو ہمارے لوگ ہمیں عجیب نظروں سے دیکھتے ہیں۔ مہربانی کرکے یہ ہمارے استحقاق کا خیال کریں۔

جناب سپیکر: جناب ملک ظفر اعظم صاحب ملک ظفر اعظم صاحب۔

سید مظہر علی قاسم: حاجی صاحب کی بات کی میں مکمل تائید کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: بالکل آپ تائید کرتے ہیں۔ مجھے پتہ ہے۔ ملک ظفر اعظم صاحب۔

قائد حزب اختلاف: سر! یہ ایک بڑی Important چیز اسی سلسلے میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

ملک ظفر اعظم (وزیر قانون): یہ فلور مجھے دیا گیا ہے تو ان کا آپ فیصلہ کریں جی۔

قائد حزب اختلاف: اس کے بعد اگر یہ جواب دے دیں تو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں، کیا یہ اسی سے متعلق ہے؟

وزیر قانون: سر! فلور مجھے دیا گیا ہے۔

قائد حزب اختلاف: اسی سے متعلق ہے سر!

وزیر قانون: سر! فلور آپ نے مجھے دیا ہے۔ اپوزیشن لیڈر صاحب تو زیادتی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ اس کی وضاحت کر دیں پھر۔۔۔۔۔

وزیر قانون: سر! فلور مجھے دیا گیا ہے۔

قائد حزب اختلاف: ہم چاہتے ہیں سر!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آپ سے استدعا ہے کہ ان کو بات کرنے دیں۔ مختصر جی۔

قائد حزب اختلاف: چونکہ ہمارے لاء منسٹر صاحب! I am sorry کہ میں کھڑا ہو گیا اور میں نے ان کا چانس لے لیا۔ آپ نے انہیں فلور دیا تھا لیکن میں چاہتا ہوں کہ کیونکہ وہ Knowledge کا ایک سمندر ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ہمیں بعد میں جواب دے دیں (قہقہہ) سر! میں نے کچھ ایسے حادثات جن کی طرف لودھی صاحب نے توجہ دلوائی ہے، اس میں سر، محرومی اور Ill feelings develop اس طرح ہوتی ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان کو سمندر سمجھ رہے ہیں اور وہ آپ کو بحر سمجھ رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: سر! Ill feelingsاسی طرح Developہوتی ہیں کہ ایک جگہ پر اسی حادثے میں معاوضہ دیا جائے (مداخلت) وہ اگر ذرا ادھر توجہ دے دیں تو کیونکہ They love to looking to the things.

جناب سپیکر: جی جی، وہ آپ کے Notesلے رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: وہ ایک جگہ پر اسی حادثے میں، ویسے ہی حادثے میں Compensationدی جائے، لوگوں کی اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لئے امداد کی جائے اور دوسری جگہ اس طرح ہو کہ وہاں پر توجہ ہی نہ دی جائے جس طرح کہ لودھی صاحب نے فرمایا یہاں Ill feelings, Favoritismاپنے اپنے حلقوں کی طرف توجہ دینی، اور صوبے کو Ignoreکرنے کا پتہ چلتا ہے۔ سر! میں نے ایک لیٹر لکھا، کچھ اسی طرح کے حادثات ہوئے تھے، آگ لگی تھی تو میں نے As opposition leader بٹل اور خاکی کے ان علاقوں کے لئے لیٹر لکھا اور صوبے میں جتنے بھی دیگر علاقے ہیں، ان کا بھی اس میں Mention کیا کہ ان لوگوں کو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بونیر کا تو ذکر آپ نے نہیں کیا ہے۔

قائد حزب اختلاف: بونیر میں آپ آگ لگائیں تو ہم ان شاءاللہ کریں گے۔ سر! تو یہ ایک چھٹی موصول ہوئی جس میں یہ لکھا گیا ہے کہ یہ Definitionہے کہ اگر کوئی Breadwinnerمر جائے، اگر کسی کی Cow, Buffaloضائع ہو جائے تو یہ ایک Compensationملے گی تو I am thankful to Secretary for this reply لیکن میں یہاں، Cow, Buffalo, Horse, Camel, Donkey، اور Sheep ان کا تو معاوضہ ملتا ہے لیکن ایک آدمی کا کاروبار آگ لگنے کی وجہ سے تباہ ہو جائے، بالکل وہ قلاش ہو جائے، بالکل اس کے لئے کچھ نہ رہے اور اس کا لاکھوں روپے کا سامان آگ لگنے کی وجہ سے ضائع ہو جائے، مکان جل جائے، اس کی دکان جل جائے، اس میں سامان جل جائے۔

جناب سپیکر: تو وہ تو ریلیف ایکٹ کے تحت آتے ہیں نا۔

قائد حزب اختلاف: سر! ہم چاہتے ہیں اگر نہیں آتے ہیں تو This House is thereاس میں تبدیلی لائیں اس قانون میں تبدیلی لائیں تاکہ انہیں معاوضہ مل سکے۔ تھینک یو۔

جناب سپیکر: ملک ظفر اعظم صاحب! مولانا عبدالرحمٰن صاحب کی چترال کے بارے میں شکایت ہے، شناختی کارڈ کے بارے میں انہوں نے تجویز دی ہے کہ مرکز کو قرارداد کی صورت میں سفارش کرنی چاہیئے کہ اس کو۔۔۔۔۔

ملک ظفر اعظم (وزیر قانون): سر! میں خود بھی اس طرح Remote area کا رہنے والا ہوں تو یہ بہت اچھی قرارداد ہوگی اگر لائی گئی کیونکہ ہمارے علاقے میں بھی یہی پرابلمز ہیں اکتیس کی ڈیٹ ختم ہو رہی ہے اور وہاں پر کچھ Facilities نہیں ہیں تو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: تو اس سے آپ اتفاق کرتے ہیں کہ قرارداد ہونی چاہیئے۔ اچھا جی۔

محترمہ یاسمین خان: سر! میں ایک قرارداد۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی وقت نہیں ہے، پہلے تو Rules suspend ہوں گے پھر بات ہوگی۔

وزیر قانون: سر! میں چترال کے متعلق، آپ کی توجہ چاہتا ہوں چترال کے متعلق میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ فرسٹ فیز ہے جس میں ہم نے Forty six سیٹیں ان کو دی ہوئی ہیں۔ سر! یہ ایک ہزار پوسٹیں منظور کرائی ہیں، موجودہ ایم ایم اے کی گورنمنٹ نے جس میں سے ہمیں وزارت خزانہ سے Four thousand five hundred پوسٹوں کی منظوری آچکی ہے جسے ہم نے Equally distribute کر کے، ہر ایک علاقے کی تکالیف کو مد نظر رکھتے ہوئے، میرے خیال میں منسٹر ایجوکیشن خود چترال گئے ہیں اور انہوں نے وہاں تکالیف دیکھی ہیں بلکہ سارے ہاؤس کو چترال کی تکالیف محسوس ہو رہی ہیں اور مجھے یقین ہے مجھے Exact figures تو یاد نہیں ہیں لیکن جو پوسٹیں صوبہ میں تقسیم کی گئی ہیں تو ان پوسٹوں کی تقسیم میں چترال کو خاص طور سے مد نظر رکھا گیا ہے اور یہ پہلا فیز ہے دوسرے فیز میں انشاءاللہ ان کی یہ کمی بھی پوری ہو جائے گی اور اسی طرح میں لودھی صاحب سے، میرے خیال میں انہیں تو سینیئر منسٹر صاحب نے بھی یہ مشورہ دیا تھا کہ آپ اسی کے متعلق ایک درخواست سی ایم کو لکھ لیں۔ جناب والا! جو امداد یہ بتا رہے ہیں، اور جو امداد دی گئی تھی وہ پسند اور ناپسند پر ہم نے نہیں دی تھی۔ دیر میں آسمانی بجلی گرنے کی وجہ سے ایک ہی خاندان کے بارہ بندے جی، میرے خیال میں بارہ بندے فوت ہوئے تھے اور ایک بندہ جو تھا ادھر ہم نے وہ کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔

جناب قلندر خان لودھی: پندرہ افراد جاں بحق ہوئے ہیں ان کے لئے اعلانات کئے گئے ہیں۔

وزیر قانون: سر! یہ ایک ہی خاندان کے لوگ فوت ہوئے تھے۔ تو ان کے لئے ہوا تھا، اس میں کسی کی پسند یا ناپسند کی کوئی بات نہیں ہے۔ اور ہم اب چاہتے ہیں، جس طرح لودھی صاحب کا دل دکھتا ہے تو اسی طرح کسی بھی مسلمان کو چاہے وہ پاکستان کے کسی بھی حصے میں ہو، اس کو تکلیف ہو جائے یا آفت کا شکار ہو جائے تو ہم چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ اس کی مدد کرے اور ہم کوشش کریں گے کہ ان کی بھی مدد کی جائے جس طرح ہمارے سینیئر منسٹر صاحب نے ان کو رائے دی ہے کہ آپ چیف منسٹر کو ایک خط لکھیں اور ہم بھی انشاءاللہ چیف منسٹر صاحب سے گزارش کریں گے کہ ان کی بھی امداد کی جائے۔

Mr. Speaker: The sitting is adjourned for tea break.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی چائے کیلئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر صاحب مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی صابرہ شاکر صاحبہ۔

محترمہ صابرہ شاکر: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ میں نے ایک بہت ہی ضروری اور اہم بات کی طرف توجہ دلانی تھی۔ اس ایوان کو خاص کر ہمارے منسٹر صاحب ابھی آئے نہیں ہیں لیکن یہ ایک بہت Problem پڑھا ہوا ہے، خاص کر پشاور میں باقی شہروں میں ہم جب جاتے تھے اور دیکھتے تھے کہ صبح ہوتے ہیں وہاں خاکروب جو مین روڈ ہوتے ہیں ان کی صفائی کرتے تھے، اس ایریا کو صاف ستھرا کیا کرتے تھے۔ پشاور شہر میں جو مین ایریاز ہیں۔ ہماری اسمبلی کی سائڈ پر دیکھیں یا ایم پی ایز ہاسٹل کی سائڈ پر تو سارا ایریا اتنا گندہ پڑا ہوا ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یا تو خاکروب اپنا کام صحیح نہیں کر رہے یا ہماری میونسپل کارپوریشن کو ان کی سمجھ نہیں آرہی۔

جناب سپیکر: خاکروب سے متعلق تو منسٹر صاحب تو میرے خیال اس سیشن کے دوران آئے ہی نہیں۔

محترمہ صابرہ شاکر: لیکن باقی منسٹر صاحبان تو آئے ہوئے ہیں تو ان کی توجہ ہم۔۔۔۔

جناب بشیر احمد بلور: ټولو نه لوئے افسوس خو په دې خبره دے چې دا اجلاس خو حکومت راغوښتے دے۔ او اجلاس چې حکومت راغوښتے دے نو پکار دا ده چې هغوې په خپله، د منسټرانو صاحبانو موجودګي پکار ده کنه۔ (تالیاں)

تاسو لږ Personally ورته اووائی چې مهربانی اوکړئی چې دا اجلاس تاسو راغوښتے دے، د حکومتی پارټئی هډو څوک نشته، نه وزیران شته، مونږ چا ته خبره اوکړه، چاته Complaint اوکړو؟ نو دا لږریکویسټ دوئ ته، سختئی سره ورته خبره اوکړئی۔

جناب سپیکر: مشتاق غنی صاحب! قرارداد کی بات آپ کر رہے ہیں لیکن پہلے آپ ایسے کریں گے کہ رول 240 کے تحت، (مداخلت) ہاں ہاں۔ تو مطلب یہ ہے کہ ایک قرارداد یونیورسٹی والی ہے اور دوسری شناختی کارڈ والی ہے۔

قاعدہ کا معطل کیا جانا

جناب مشتاق احمد غنی: جناب سپیکر! Under rule 240 Rule 124 may please be suspended تاکہ میں Resolution اس پر Move کر سکوں۔

جناب سپیکر: ایوان کے سامنے یہ سوال ہے کہ قاعدہ 240 کے تحت قاعدہ 124 کو Suspend کیا جائے۔ کیا ایوان کی یہ رائے ہے کہ رول 240 کے تحت رول 124 کو Suspend کیا جائے اور مشتاق غنی صاحب اور محترمہ یاسمین خان صاحبہ کو قراردادیں پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Mr. Mushtaq Ghani Sahib, please.

قراردادیں

جناب مشتاق احمد غنی: تھینک یو سر۔ "یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے۔ کہ گزشتہ روز پشاور یونیورسٹی میں پر امن طلباء و طالبات پر جو لاٹھی چارج کیا گیا اس کی مکمل تحقیقات کی جائے اور Botanical Garden کی کٹائی کو روکا جائے، جبکہ B.B.T کے طلباء کے لئے الگ جگہ پر عمارت تعمیر کی جائے اور اس بات کی بھی تحقیق کی جائے کہ وائس چانسلر پشاور یونیورسٹی اس تمام معاملے کو Mis-handle کرنے کے کس حد تک ذمہ دار ہیں اور مذکورہ جگہ پر تعمیر کو فی الفور روکا جائے۔" جناب! اس پر Discussion آج صبح پہلے بھی ہوئی ہے اور یہ بڑا Important مسئلہ ہے۔ تو اس پہ یہ ہے کہ-----

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that the resolution moved by honourable Member Mr. Mushtaq Ahmad Ghani, may be

passed? Those who are in favour of it may say ‘Yes’, and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. The resolution is passed unanimously.

Mr. Mushtaq Ahmad Ghani: Thank you very much.

Mr. Speaker: Yasmeen Khan Sahiba, please.

محترمہ یاسمین خان: جناب سپیکر! "یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ کمپیوٹرائزشناختی کارڈ کے حصول کو یقینی اور موثر بنانے کے لئے پرانے قومی شناختی کارڈ کی منسوخی کی مقررہ تاریخ میں توسیع کی جائے تاکہ عوام کی ٹھیک طرح سے رہنمائی کی جاسکے۔"

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that the resolution moved by honourable member, Yasmeen Khan Sahiba, may be passed? Those who are in favour of it may say ‘Yes’, and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The “Ayes” have it. The resolution is passed unanimously.

محترمہ یاسمین خان: تھینک یو سر۔

جناب سپیکر: شہزادہ محمد گستاسپ خانNetاچھا جی،اس سے۔۔۔۔۔

جناب بشیر احمد بلور: آپ بعد میں کریں۔

جناب سپیکر: یہ تو مطلب ہے کہ بشیر صاحب،بشیر احمد بلور صاحبNet profitپر کریں۔

بجلی کے خالص منافع پر بحث

جناب بشیر احمد بلور: سپیکر صاحب! ستاسو ډیر مشکور یمه چې دے اهم خبرو له تاسو ماته موقع راکړه چې زه خبرې اوکړم۔ سپکر صاحب! دا د نټ پرافټ مسئله چې ده، دا 1973 Constitution کښې چې کوم وخت دا Constitution unanimous جوړیدو، هغه وخت کښې اے، این، پی، ولی خان هغه وخت کښې اپوزیشن لیډر وو او هغوې اووئیل چې مونږ د 1973 Constitutionباندې به دستخط هله کوؤ چې د دې بجلئی پیسے چې دی، چې دا زمونږ صوبے ته ملاؤ شی او د گیس رائلټی چې دا، هغه د بلوچستان ته ملاؤ شی۔ هغه وخت کښې

داسې حالات وو چې Majority زمونږ نه وه خو بلوچستان کښې څلور ممبران وو، هغې کښې درے د نیشنل پارټئ وو او یو د مولانا مفتي محمود صاحب وو۔ نو دوئ څلورو واړو زمونږه پارټئ فیصله اوکړه چې مونږ به په دې آئین دستخط نه کوؤ۔ بهټو صاحب چې هغه ډیر کوشش اوکړو چې یره دا شے د او نه شي خو هغه وخت کښې هم، ولے چې پوره یو یونټ اختلاف اوکړو چې مونږ نه ورکوؤ نو آئین نه شو جوړیدے چې یو یونټ دستخط نه وے کړے۔ نو په دې وجه هغه وخت اسمبلئ کښې دا پاس شو چې 1973 کښې دا د بجلئ پیسے زمونږ صوبه سرحد، یعنی زمونږه صوبے ته به ملاویږی او د ګیس پیسے چې دی، هغه به بلوچستان ته ملاویږی۔ سپیکر صاحب! هغې نه پس د هر یو دور، د هر یو حکومت راغلې وو۔ د پیپلز پارټئ حکومت وو۔ د مسلم لیګ حکومت وو۔ جرنیلانو حکومت وو چې هغې کښې د جمعیت علماء اسلام او جمعیت علماء پاکستان ممبران صاحبان هم وو خو هیچ چا هم دے صوبے د پاره یو تیږی پیسه، د بجلئ فیصله نه وه کړے او نه پیسے ملاویدے۔ 1990 کښې چې کوم وخت میاں نواز شریف سره اے این پی اتحاد کیدو نو هغه وخت مونږ نواز شریف صاحب ته اووئیل چې کوم وخت پورے زمونږ د صوبے حقوق او زمونږ د بجلئ پیسے نه وی راکړی نو مونږ به تاسو سره Co-operation نه کوؤ۔ نو هغه Written document ماسره اوس هم پروت دے چې هغې کښې هغوئ دا لیکلی وو چې مونږ د 1973 آئین لاندې چې کوم زمونږ د صوبے د بجلئ حق پیسے دی، هغه به ورکوؤ۔ نو پهلا ځل 1991 کښې ، 1973 نه 1991 پورے یو تیږی پیسه دے صوبے ته نه وه ملاؤ شوې د بجلئ په بابت کښې، هغې باره کښې زمونږ فنانس منسټر صاحب هم بار بار اووئیل چې زمونږ هغه زوړ حساب کتاب هم اوکړی۔ هغې نه پس 1991 نه پس شپږ اربه روپئ چې دی هغه زمونږ صوبے ته ئے Allocate کړے چې دا به ملاویږی۔ هغه وخت کښې دلته فنانس سیکرټری وو یونس خان صاحب چې نن صبا زما خیال دے آډیټر جنرل آف پاکستان دے ، هغه وخت کښې ماته راغلو، ماته ئے وئیل چې داسې چل دے چې دا داسې کوؤ چې په اته اربه اروپو باندې به دا Cap کړو۔ نو ما اووئیل چې اے جی این قاضی فارموله چې ده، هغې هغې کښې زمونږه پرافټ زیاتیږی څومره

چې د دې Rate زیاتیږی، د دې نرخ زیاتیږی هلته زمونږ پیسے هم زیاتیږی خو هغه ماته اووئیل چې نه که په دې غواړې نو مونږ به دا Cap کړو او حکومت سره به خبره اوکړو ما وئیل نه مونږ Cap کوؤ نه۔ هغه وخت کښې 93-1992 کښې هغوئی ماته اووئیل چې دا په Eight اربو باندې Cap کوؤ نو مونږ او نه منل چې زمونږه دا پیسے ورځ په ورځ زیاتیږی نو دے وخت کښې زما یقین دے، منسټر صاحب به ما Correct کړی چې باره اربه روپئی زمونږه اوس د بجلئی منافع جوړیږی۔ بیا تاسو ته به یاد وی، تاسو چې دا بل اوګورئی دیکښې هغه Surcharge، Due surcharge ئی چې زیاتولو نو دا تاثر ورکولو مرکزی حکومت، چې دا بجلئی پیسے خو د دوئ آمدن دے خو دا سرچارج چې دے دا خو د دوئ نه دے دا خو د مرکز دے۔ هغې باندې بیا سپریم کورټ دا فیصله اوکړله چې ولے چې په دې بجلئی باندې تاسو دا سرچارج لګوئی نو د دې پیسو حق هم چې دے، هغه هم د هغې صوبے حق دے چې د کومے صوبے دا بجلی پیداوار دے، جنریشن چې چرته کیږی، نو هغه حساب سره دولس بلین روپئی زمونږه اوس کیږی او دا 1973 نه تر 1991 پورے که د دې تاسو حساب اوکړئی نو دا هم تقریباً زمونږ 298 بلین روپئی چې دی، هغه مرکز ته زمونږ پاتے کیږی۔ بدقسمتی دا ده چې کومے پیسے، ولے چې آمدن زمونږ خپل 10 فیصد دې، 90 فیصد بجټ زمونږ د بجټ انکم چې دے، هغه مونږ ته فیډرل ګورنمنټ راکوی۔ هغې کښې زمونږه چې چرته پیسے کمے شی نو مونږه هغه پیسے بینک نه قرض آخلو، Loan آخلو یا مرکزی حکومت نه Loan آخلو نو په هغې باندې مونږ ته Interest لګی خو چې زمونږ کومے پیسے دی، د بجلئی کوم حساب کتاب مرکز سره پاتے دے، په هغې باندې مونږ ته یوه پیسه Interest نه ملاویږی۔ پکار ده چې کومه منافع ده، مرکزی حکومت چې لون مونږ له راکوی هغې پیسو کښې خو تاسو مونږ نه منافع اخلئی نو زمونږه کومے پیسے چې تاسو ته پاتے دی، پکار ده چې په هغې باندې Calculation اوکړی یا زمونږ منسټر صاحب ناست دے، پکار دا ده چې ورسره دا حساب کتاب اوکړی چې ستاسو څومره لون مونږ باندې کیږی او زمونږ څومره پیسے ستاسو باندې کیږی دا دے At par شی، هغې نه پس د حساب کتاب اوکړی۔ نو زمونږ دا صوبه Already مونږ په دې حالاتو کښې یو،

تاسو نن اوګورئی دا اوړه نشته، پنجاب مونږ سره هيڅ حمايت نه کوی، نن دو سو پچاس روپئی تروړه اوړه نه ملاويږی دے باندې زمونږ حکومت هم سوچ نه کوی۔ ما خو څو ځله په دې فلور آف دی هاؤس وائيلی دی چې خدائے د پاره تاسو Non-issue باندې لګيا يئی، اصلی ايشو باندې تاسو غور اوکړئی چې نن داسې حالات دی چې خلق غريب خلق څنګه ګزاره کوی۔ دو سو پچاس روپئی چې اوړه تروړه چې ملاويږی نو دا به څوک په بيه اخلی او څوک به په دې باندې وخت تيروی؟ تماتر خو خدائے فضل اوکړو حالات داسې جوړ شول چې ما نن تپوس اوکړو نو وائی چې پنده روپئی کلو شول تماتر۔ دغه شانتے زمونږ دا صوبه چې ده، ډير مونږ Backward يو۔ تاسو دا ستيټ بينک چې کوم Figure ورکړی دی هغې کښې زمونږ صوبه پاکستان کښې ټولو نه لاندے سطح چې کومه ده آمدن ده هغې کښې زمونږ صوبه ده، ن۔ پوهيږو چې پرون تاسوپه دې Discussion به هم کړے وی زه نه وومه چې مونږ دلته کښې دوه قراردادونه پاس کړی وو۔ يو دا قرارداد مو پاس کړے وو چې زمونږه Unanimous قرارداد وو، چې زمونږه دا څومره پيسے چې د آمدن دی، مونږ ته د ملاؤ شی مونږ به بيا د پاپوليشن په حساب سره فيډرل ګورنمنټ ته ورکړو بل قرارداد Unanimous دا پاس شوے وو، چې Sixty percent د مونږ ته راکړی Forty percent د مرکزی حکومت د هغې پيسو نه واخلی خو هغه هيڅ څه هم نه دی منللے شوې۔ او بيا نوے اين ايف سی ايوارډ، منسټر صاحب ناست دے، دوئ زما په خيال هغې کښې خبره کړې ده خو داسې راته ښکاری، تاسو ته به ياد وی سپيکر صاحب، چې کوم وخت مونږ دا قرارداد پاس کړو نو مرکز نه دا اعلان اوشو چې Forty percent به مونږه صوبو ته ورکوؤ او Sixty percent به مونږه اخلو چې کوم وخت بجټ Announce شو نو هم هغه شان 37.50% ئے مونږ ته راکړل او 62.50% بيا مرکز ځان سره اوساتل۔ نو زما دا ريکويسټ دے حکومت ته چې لږ په سختئی سره، نور خو هغه ايل ايف او، خو هر څه ټهيک شو خو خدائے د پاره خپل د صوبے حقوقو د پاره هم لږ Stand واخلئی او هغې باندې هم لږ دا ټيبلے اوډ زوئی چې کومے پورے مونږ له صوبائی حقوق نه وی راکړی نو مونږ تاسو سره به هم داسې ټيبلے ډ زوؤ (تالياں) چې تاسو ايل ايف او د پاره ټيبلے

ډزولے مرکز کښې نو دے د پاره هم اوډزوئی۔ چې مونږ ته دا خپل صوبائی حقوق ملاؤ شی۔ نو سپیکر صاحب، بجلئی چې ده په دې مونږ فخر کوؤ، خدائے مونږ باندې ډیر زیات مهربانی دی۔ خدائے که سندھ له پورټ ورکړے دے چې په هغې باندې امپورټ کیږی، سامان په ارزان ریټونو باندې خرڅیږی، خدائے پنجاب ته زمکے ورکړی دی او ښه First class فصل کیږی او غنم هم کیږی او وریژے هم کیږی او کپاس هم کیږی، ایکسپورټ هم کیږی۔ مونږ ته خدائے غرونه راکړی دی او ورسره ئے سیندونه راکړی دی په یو بند کښې مونږه اربونه روپئی ګټو خو څوک مونږ له هغه بند نه جوړوی۔ بند چرته جوړوی؟ کالاباغ کښې جوړوی۔ پرون هم میټنګ شوې وو نو ما هم دا خبره اوکړه، ما هغوې ته اووئیل چې زه خو دا سې پوهیږم چې۔ د پاکستان څوک دشمنان دی، هغوې دا پاکستان Disintegration طرفته بوځی او د کالا باغ ډیم خبرې کوی۔ زمونږ دا صوبه چې ده، دا پیښور Valley ویلی چې مونږ ورته وایو، دیکښې پیښور، مردان، چارسده، صوابئی او نوښار، دا پنځه ډسټرکټس دی، دا پیښور ویلی ده ما وئیل دے ویلی کښې تاسو نو د تربیلے بند جوړ کړو، بل خوا ما وئیل تاسو مونږ د پاره ورسک بند هم جوړ کړو، څلور طرفته زمونږه نه غرونه دی۔ او زمونږه د اهم Outlet دے چې Sewerage water اور Sewerage water ټول هم دے نه ځی نو ما وئیل چې تاسو مونږ د پاره هلته هم بند جوړوئی۔ نو مطلب دا دے چې زمونږ دا بیا هم د اقتصادیاتو جهګړه ده۔ سپیکر صاحب! دا زمونږ د پنځه ډسټرکټس چې دی، پیښور ویلی چې ورته وائی، دیکښې تمباکو Cash crop کیږی، اوکه دا، دا چې۔ دا واپس اوبه راځی او دا سکارپ، دا به په اربو روپئی غرقے شی او بیا دا د Sewerage اوبه چې زیاتے شی نو هغه به هم نه کیږی نو مونږ دوئ د لوږی نه مړه کوی، کوشش ئے دا دے چې زمونږ د صوبے هغه خلق چې لږ ډیر کوم آمدن ئے دے هغه۔ هم د نه وی، نو مونږ دا وایو چې خدائے د پاره که سکردو سره بل یو ځائے دے کسګره، هغې کښې دے ډیم جوړ شی زر کاله به د هغې ډیم Life وی او پنځه زره میګاواټ بجلی به پیدا کیږی، هغه نه جوړاوی۔ پنځلس زره، هغه نه جوړوی او کالا باغ جوړوی۔ مونږه ورته وئیل چې بهاشا ډیم جوړ کړئی، مونږ پرون تفصیلاً خبره کړې ده، زه د حکومت هم مشکور یمه، دوئ هم

هغه خبره چې کوم زمونږ مشرانو کوله، هغې باندې دوئ هم ولاړ دی۔ او د صوبائی حقوقو خبره هم کوی او کالا باغ خلاف هم خبره کوی ځکه چې دوئ پوهیږی چې زمونږ د صوبے دا خلاف خبره ده۔ نو زما تاسو ته دا خواست دے، خپل حکومت ته مے خواست دے چې مرکز ته دا اووائی چې مهربانی اوکړئی چې مونږ ته دا چې کوم ډیمونه جوړیږی، دا زمونږه هم پاکستان دے، پاکستان کښې مونږه هم اوسیږو، مونږه هم پاکستانیان یوو، مونږه هم مسلمانان یوو، مونږه هم د پاکستان د مسلمانانو په حیثیت دا خواست کوؤ چې زمونږه صوبے باندې هم هغه شانتے د نظر اوکړئی چې په نورو صوبو باندې څنګه نظر دے او زه خپل حکومت ته هم خواست کوم یو ځل بیا، چې تاسو هلته خپلو مشرانو ته اووائی ایم این اے صاحبانو ته اووئی چې خدائے د پاره یو دوه ورځے خو د صوبائی حقوقو د پاره هم هلته ډیسکونه اوغړوی چې زمونږه حکومت ته پته اولګی چې مونږ ته هم څه را کړی ډیره مهربانی ډیره شکریه۔

جناب سپیکر: اسرار الله خان ګنډا پور صاحب، تاسو لږ مطلب دا دے-----

جناب اسرار اللہ خان: زه جی دا ویل غواړم، ریزولیوشن چې جی کوم مونږ دے ځائے نه Move کړے دے نو هغه چې Process کیږی نو دیکښې به تقریباً هفته لګی، هغه سټوډنټان دا وائی چې هلته کښې کار شروع دے نو مهربانی د اوکړی، سینټر منسټر د کنټریکټر ته دا اووائی چې ترسو پورے د ریزولیوشن فیصله کیږی، چې کار هلته کښې بند شی۔

جناب سپیکر: بنه جی۔ جی گستاسپ خان۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان (قائد حزب اختلاف): تھینک یو سر۔ سر! میں I would not like to repeat-----

جناب سپیکر: آپ نے تو اپنا ٹائم کر دیا عبدالاکبر خان۔

قائد حزب اختلاف: میں Repeat نہیں کرنا چاہوں گا کیونکہ عبدالاکبر خان صاحب، انور کمال خان اور بشیر بلور صاحب نے بڑی اچھی روشنی ڈالی ہے Net profit پہ اور کل این ایف سی پر بھی بڑی اچھی بحث ہوئی ہے۔ سر! یہاں یہ ہاؤس اس بات پہ Unanimous ہے، ہم اس بات پہ بالکل متفق ہیں، سب متفق

ہیں کہ جو ہمارے حقوق ہیں، خواہ وہ این ایف سی سے متعلق ہیں، خواہ وہ نٹ پرافٹ کا ہمارا اصول ہے، اس پر ہم سب متفق ہیں۔ اور آپ نے دیکھا کہ اپوزیشن کا Attitude اللہ کے فضل و کرم سے، اس سے پہلے بھی Assemblies گزری ہیں، اس سے پہلے بھی ان چیزوں پہ بحث ہوتی رہی ہے لیکن کبھی بھی کسی صوبائی حکومت نے یا کسی بھی سیاسی جماعت نے صوبہ سرحد کی اور اس میں پیش پیش اے این پی بھی رہی ہے، اس کا ہم اعتراف کرتے ہیں، کبھی بھی کوئی جماعت اپنے حقوق کے حصول سے پیچھے نہیں ہٹی اور اس طرح اللہ کے فضل کرم سے آج یہ اسمبلی اس بات پہ متفق ہے کہ ہم ہر صورت ہمارا سنٹر کے ساتھ جو حق بنتا ہے، جو ہمیں ملنا چاہیئے، اس سے ہم کسی صورت خواہ وہ حکومت ہو یا اپوزیشن ہو، اس بات پر ہم متفق ہیں کہ ہم اس سے دستبردار نہیں ہوں گے۔ دوسرا جو اتفاق ہم میں پیدا ہوا ہے۔ یہ حقوق کے حصول کے لئے ہے، ہم سنٹر سے اپنا حق مانگتے ہیں اپنا حق نہیں چھوڑنا چاہیئے اور جو ہمیں مل رہا ہے، وہ ہمارے حقوق سے کم ہے، ہمارے حقوق اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ کیونکہ Figure quote کر دیئے گئے ہیں۔ جو بھی یہاں اسمبلی کے فلور پہ بیان کیا گیا ہے، وہ ایک اچھے اور Informed لوگوں نے بیان کیا ہے۔ تو میں اس Detail میں نہیں جاؤں گا لیکن کچھ توقعات، جب ہم حقوق مانگتے ہیں، مرکز کے ساتھ ہماری محاذ آرائی اس پہ چلتی ہے۔ وہ حقوق نہیں دیتے، ہم حقوق مانگتے ہیں۔ تو اس طرح جب ہم حقوق مانگتے ہیں، جب ہم کچھ وصول کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہمارے صوبے میں بھی Backward اضلاع ہیں، Backward علاقے ہیں تو وہ بھی توقع رکھتے ہیں ہماری پراونشل گورنمنٹ سے کہ جو کچھ مرکز سے آتا ہے یا جو کچھ ہمیں ملتا ہے، وہ اسی طرح مساویانہ طریقے سے ان علاقوں میں بھی خرچ کیا جائے۔ یہاں ہمیشہ سے یہ روایت چلی آرہی ہے کہ ہم جب کبھی بھی کسی سیٹ پہ ہوتے ہیں، اقتدار میں ہوتے ہیں تو ہم ان باتوں کی پرواہ نہیں کرتے لیکن جب ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہوتے ہیں تو پھر ہم اپنے حقوق کی بات کرتے ہیں۔ تو آج سر، میں یہاں یہ بھی کہوں گا کہ یہ اتفاق اس طرح سے بھی ہے کہ ہمارا صوبہ پسماندہ ہے، ہمارے صوبے کو وسائل کی ضرورت ہے اور ہمارا جو حق بنتا ہے ہم اسے چھوڑیں گے نہیں اور دوسرا میں یہاں یہ بھی کہتا چلوں کہ گو کہ ہم اس پراسس میں Involve نہیں تھے، اس Process میں جو Consultation ہونی چاہیئے تھی، وہ اپوزیشن کے ساتھ اس طرح سے نہیں ہوئی لیکن میں یہاں یہ کہتا چلوں کہ سراج الحق صاحب جب این ایف سی کی میٹنگ کے لئے لاہور تشریف

لے گئے تو Telephonically بھی انہوں نے اپوزیشن سے رابطہ رکھا، اپوزیشن کے پارلیمنٹری لیڈرز سے بھی رابطہ رکھا اور اپوزیشن کو بھی Inform رکھتے ہوئے کہ وہاں پہ کیا صورتحال ہے تو یہ ایک اچھی اور خوش آئند بات ہے۔۔۔(تالیاں)۔۔۔اور میں توقع رکھوں گا کہ جب کبھی بھی گورنمنٹ کی طرف سے Positive رویہ اپوزیشن کی طرف دیکھنے میں آیا یا Positive approach حکومت نے رکھی تو انہیں ہمیشہ صوبے کے Interest میں Positive جواب ہر بات کا ملے گا۔ میں نے یہاں پر جو بات کی ہے تو یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے، یہ بات صوبائی حقوق کے متعلق تو ہے لیکن جب میں یہاں پہ یہ بات کرتا ہوں کہ یہاں پہ Backward areas ہیں، یہاں پہ ہم جو جنگ لڑ رہے ہیں تو وہ ہم صوبہ سرحد کے لوگوں کی جنگ لڑ رہے ہیں، ہم صوبہ سرحد کی پسماندگی دور کرنے کی جنگ لڑ رہے ہیں، ہم جو بھی چاہتے ہیں صوبہ سرحد کی لوگوں کو ترقی دینے کے لئے ہم میدان میں نکلے ہوئے ہیں اور جو ان کے حقوق ہیں، انہیں ہم پامال نہیں کر سکتے۔ یہ صوبہ سرحد کے لوگوں کی حکومت ہے، خواہ ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہیں اور آپ گورنمنٹ میں بیٹھے ہیں لیکن یہ سب معاملات صوبہ سرحد کے لوگوں سے متعلق ہیں اور اگر صوبہ سرحد کے پسماندہ علاقے مزید پسماندہ ہوتے جائیں اور جہاں سے دو چار منسٹرز یا دو چار بارسوخ لوگ جو ہیں، ان کے علاقے ترقی کرتے جائیں تو یہ محرومی نہ اپوزیشن برداشت کرے گی اور یہ گورنمنٹ کے ارکان برداشت کریں گے۔۔۔۔۔

<u>ملک ظفر اعظم (وزیر قانون):</u> یہ تو سر، یہ تو سر Topic سے Irrelevant جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ اپنے این ایف سی ایوارڈ پہ آ جائیں تو ٹھیک ہو گا کیونکہ ہم Notes لے رہے ہیں۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> تو اس کے بھی آپ Notes لے لیں نا۔

<u>قائد حزب اختلاف:</u> سر! یہ Irrelevant نہیں ہے۔ یہ منسٹر صاحب کو سمجھ نہیں۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> شہزادہ صاحب! Please carry on۔

<u>قائد حزب اختلاف:</u> سر! یہ Relevant ہے اور بالکل یہ لوگوں کے حقوق کی بات ہے جس طرح ہم منسٹر کے ساتھ اپنے حقوق کی بات کرتے ہیں تو اسی طرح اضلاع کے حقوق ہمارے ساتھ بھی ہیں، اور جو نٹ پرافٹ کا مطالبہ ہم کر رہے ہیں، ہمیں جو ہمارا حق نہیں دیا جا رہا، وہ ان لوگوں کے لئے ہے، وہ ہمارے

لئے نہیں ہے۔ So this is not irrelevant this is relevant and this will always be said on the floor of the House سر! میں اس پہ مزید بات نہیں کروں گا میں یہاں اپوزیشن کی طرف سے آپ کو یقین دلاتا ہوں، گورنمنٹ سائڈ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اگر ان کا صوبے کے حقوق میں Attitude جیسے کہ ہے اپنے کیس کی Representation میں، جب ہم آپ ساتھ ہیں تو اب Case present کرنا آپ کا کام ہے۔ اس کیس کو آگے لے کر چلنا آپ کا کام ہے۔ آپ نے اچھی Presentation کی، اپنے حقوق ثابت کئے تو انشاءاللہ آپ کو حقوق ملیں گے۔ اب ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اگر آپ کیس اچھا پیش کرتے ہیں یا اسے برا پیش کرتے ہیں۔ Thank you, Sir۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جناب سراج الحق صاحب۔

جناب سراج الحق (سینیئر وزیر خزانہ): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ قابل احترام سپیکر صاحب و معزز اراکین اسمبلی! سحر نه د بجلئی د منافع په سلسله کښې عبدالاکبر خان صاحب، انور کمال مروت صاحب، سکندر خان خلیل صاحب۔

جناب سپیکر: انور کمال مروت صاحب۔

سینیئر وزیر خزانہ: انور کمال مروت صاحب اور جناب شہزادہ محمد گستاسپ صاحب او نورو رونړو خبرې کړې دی۔ زه د هغې Repetition کول نه غواړم۔ دومره ده چې آئین زمونږه ترجمان دے، د سپریم کورټ فیصله زمونږ د حقوقو محافظه ده د یو سابق صدر صدارتی آرډر زمونږ د پاره یو مضبوط دلیل دے د دې نه پس هم چې وفاق تر اوسه پورے مونږ ته زمونږ حق نه دے راکړے د کوم چې په دفعه نمبر (2) 160 کښې واضحه ذکر دے نو دا ئے د پاکستان د آئین خلاف ورزی کړې ده۔ او که اوس هم شوک په دې لاء کښې رکاوټونه پیدا کوی، بهانے کوی، عذرونه کوی، زما خیال دے چې دا به 1973 د آئین سره بے وفائی وی او په هغې به عمل نه کول وی۔ محترم سپیکر صاحب! د 1996 این ایف سی ایوارډ مطابق دا خبره طے شوې ده چې بنیادی طور نکته آغاز به دا وی چې صوبه سرحد ته هر کال نهه اعشاریه څلور اربه روپئی ورکړے کیږی۔ خو د افسوس خبره دا ده چې د دې باوجود، او دا ورسره هم طے شوې ده چې بیا به هر کال یولس فیصده په دې کښې اضافه هم کیږی خو په هغې باندې عمل نه د

شوي۔ د دغې فیصلے مطابق 1997 نه واخلئی تر 2002 پورے زمونږه اته پنځوس اعشاریه دوه اربه روپئی جوړے دی، مونږ ته ملاؤ شوي په دې کښې صرف دیرش اربه روپئی دی او دغه شان د دې 1996 د این ایف سی د ایوارډ نه پس هم مونږ ته اتهائیس اعشاریه سات بلین روپئی د بجلئی د خالص منافع په لړ کښې نه د را کړے شوي۔ تفصیلات مونږ سره د دې هر څیز موجود دی خو 1997-98 کښې درے اربه روپئی، 1999 کښې څلور اربه روپئی، په 2000 کښې پنځه اربه روپئی، په 2001 کښې شپږ اربه روپئی او په 2002 کښې اته اربه روپئی د بجلئی د خالص منافع په سلسله کښې مرکز زمونږه نیولی دی۔ محترم سپیکر صاحب! زه دا خپل بحث مختصر کوم خو دومره ضرور وائیم چې مونږه کوشش دا کړے دے، محترم سکندر شیرپاؤ صاحب خو شاید اوس نشته، د اولے ورځے نه مو دا کوشش کړے دے چې زمونږه په قومی مسائلو باندې زمونږ اسمبلی کومے ته چې مونږ د دې صوبے د ټولو نه لویه جرګه وایو، د دوئ اتفاق وی، مونږه د بجټ نه پس هم د پخوانو خزانو وزیران راجمع کړل، مونږه په سینیټ کښې او په قومی اسمبلئی کښې چې څومره زمونږه ممبران دی، هغوې دلته مشاورت راغوښتو، په هغوې مو یو جرګه جوړه کړه۔ اوس هم په دو تاریخ باندې زمونږ چې د این ایف سی اجلاس دے نو که په یکم تاریخ باندې چې څومره پخوانی وزیران دی، د خزانے وزیران او د دې مسئلے سره متعلق پاتے شوي دی، هغه بیا ما په یکم تاریخ باندې راغوښتی دی۔ زه خوشحاله یم چې زمونږ دعوت ئے قبول کړے دے۔ دے د پاره چې دا د صوبے خبره ده، دا د علاقے خبره ده، دا زمونږه راروانو نسلونو خبره ده او صاحب زه حقیقت د رته دا وائیم چې مونږه، پنجاب ته زه تلے ووم، ما تپوس او کړو چې تاسو دلته اپوزیشن ته فنډ ورکوئی هغه وزیر ئے اوویل چې د مخالف په خله کښې څوک شوده ارتاوښی؟ ما اوویئل چې زمونږه اپوزیشن خو زمونږه داسې مخالف نه دے، مونږه ټول رونړه یو عوامو ورته ووټ ورکړے دے او څومره احترام چې د سرکاری پارټئی د ممبرا دے هم دغے نه زیات احترام دلته په دې هاؤس کښې زما یو رور شاه راز خان ناست دے، په دې فلور ئے دا مطالبه کړې (تالیاں) ده چې ما ته دومره مقام را کړئی لکه څومره مو چې زما خوا کښې د پیپلز پارټئی

ممبر له ورکړے دے۔ دا د دې د ایم ایم اے د حکومت زه دا نه وائیم چې دا څه زمونږ خاص خصوصیت دے ، دا پکار دے۔ دا د جمهوریت خصوصیت دے دا د اعلیٰ ظرفئی تقاضه ده۔ دا د وسعت قلبی تقاضه ده او په دې بنیاد باندې د جمهوریت ګاډے به رواں دواں وی او هر کله چې تنګ دلی پیدا شی، تعصب پیدا شی، کرکه پیدا شی او اپوزیشن د ایوان نه د بهر غورزولو او د هغوې د بے عزته کولو جذبات په حکومت کښې پیدا شی نو پخپله هم ډوبیږی د جمهوریت کشتئی او اپوزیشن هم پکښې ډوبیږی۔ نو مونږه دا نه غواړو چې کشتئی ډوبه شی، دے د پاره چې دا منزل ته رواں دواں وی۔ محترم سپیکر صاحب! زه موضوع ته راځمه او دا عرض کوم چې مونږه تیر اجلاس چې په لاهور کښې وو او د هغې نه مخکښې مونږ د واپډا چیئرمین سره ملاقات اوکړو او هغه سره مو دا خبره Tackle کړه او هغه مونږ سره په دې خبره راضی شو، نوے چیئرمین چې جوړ شوے دے د واپډا ، هغه چونکه یو صنعت کار دے ، یو عام فوجی سړے نه دے نو هغه مونږ سره په یو خبره راضی شو چې مونږ حساب کتاب د پاره تاسو سره کښېناستو ته تیار یو او دغه غان این ایف سی اجلاس کښې چې مونږ کښېناستو نو جناب شوکت عزیز صاحب ته ابتداء کښې مونږ دا خبره اوکړه چې مونږ به تر هغه وخته پورے د این ایف سی په دستاویز باندې دستخط نه کوؤ تر څو چې د صوبه سرحد د بجلئی د خالص منافعے دا ایشو مونږ سره حل شوې نه وی او هغه زما سره Commitment اوکړو۔ بیا ئے پریس کانفرنس کښې هم دا خبره اوکړه چې د این ایف سی مذاکرات به هم رواں وی او د صوبه سرحد د بجلئی په ایشو باندې زمونږ سره خبره به هم روانه وی۔ مونږ دا نه غواړو چې مونږه ثالث مقرر کړو او هغه بیا د اے جی این قاضی فارمولے په باره کښې خبره اوکړی یا د سپریم کورټ د هغه فیصلے په باره کښې خبره اوکړی۔ مونږ صرف د دې د پاره یوټیم ضرور مقرر کول غواړو چې هغه دا حساب و کتاب اوکړی چې د صوبه سرحد د بجلئی خالص منافع په مرکز باندې څومره پیسے وراوړی او څومره ورته پاتے دی۔ دا غلط فهمی بالکل زه ختمول غواړم چې زمونږه د ثالث مطلب چرته دا نه دے چې مونږ دوباره هغه کیس بیا راوچتول غواړو۔ مونږ ته شوکت عزیز صاحب د اهم اووئیل چې یره که حساب کتاب چرته اوکړو، دیکښې به تاسو ته

شاید نقصان اوشی۔ مونږ ورته اوویئیل چې حساب و کتاب اوشو نو مونږه حساب کتاب منو۔ که تاسو اوسه پورے مونږ ته شپږ اربه روپئی راکوئی او هغه مو Cap کړی دی، بے شک حساب و کتاب اوشی نو دا د څلورشی، دا د پنځه شی، دا د دوه شی، دا د یوه شی۔ بس زمونږ خلق د په خپله حصه به قانع پاتے شی۔ صابره به پاتے شو او که په تاسو باندې دراوړی نو هغه به مونږه ته خواه مخواه راکوئی۔ زمونږ د اندازے مطابق درے سوه او پنځه څلویښت بلین روپئی، دا په مرکز باندې وراوختے دی۔ ما شوکت عزیز صاحب ته ویل چې مونږ ته د مرکز د مشکلاتو پته ده تاسو ئے که په یو ځل باندې نه شئی راکولے، دا مونږ ته په قسطونو کښې راکړئی۔ خو دا مونږ ته ځکه، مونږ سره بل څه نشته دے۔ مونږ نه ئے ضروریات غوښتلی دی چې تاسو د خپلے صوبے ضروریات مونږ ته اوښائیی۔ مونږ ورته اوویئیل چې مونږ هغه وخته پورے تاسو ته خپله خبره نه شو کولے تر څو چې مونږ ته دا پته او نه لګی چې۔ د بجلئی په منافع کښې زمونږ سره به خپله څومره پیسه وی؟ دا چې کله یقینی شی، د دې نه پس به مونږ تاسو سره خبره کوؤ چې مونږ ته په این ایف سی کښې مزید د دومره پیسو ضرورت دے او دومره پیسے مونږ ته پکار دی۔ دا به زه خوش قسمتی اوګڼړم چې دے وخت کښې د واپډا وزیر، جناب آفتاب خان شیرپاؤ صاحب دے او د هغه نه زمونږ تر اوسه پورے د توقع ده اووه، چې په دې لړ کښې به هغه مونږ سره ښکاره په ښکاره تعاون کوی او په ځائے د دې چې دے داسې خبره اوکړی "چې دا کیس دوئ سم اوچت نه کړو ګنی کار به اوسه پورے شوې وو۔" زه وایم چې په دې انو بهانو باندې هغه بری الزمه کیدے نه شی۔ زه ترے دا تقاضه کوم چې هغه په دې مرکز کښې مونږ سره کلکه په کلکه مرکز ته راسره اودریږی۔ دا عجیبه خبره ده چې دلته یو سیکرټری وی چې هغه دلته راشی نو هغه زمونږ د صوبے هغه سیکرټری چې بیا مرکز ته راشی، دا خبره نو سیکرټری خو یو سرکاری ملازم وی چې وفاق ته لاړشی نو بیا د وفاق خبره کوی چې سرحد ته لاړشی، د سرحد خبره کوی خو یو سیاسی لیډر چې د یو علاقے سره تعلق ساتی، په هغوئی باندی اولنے حق د علاقے د خلقو دے۔ دے وجه نه زه ترے مایوسه نه یمه، خو بهر حال زه دا غواړم چې هغه دیکښې موثر او لیډنګ کردار ادا کړی۔

په دې باندې به د هغه نوم هم روښانه شي۔ په دې باندې هغه ه د قوم شاباشے هم ورکړی۔ مونږه د چا بے عزتی کول نه غواړو، چوک کنډم کول نه غواړو۔ په دې مسئله کښې مونږه داسې کریډټ د پاره هم کار نه کوو چې ایم ایم اے ته دا کریډټ لاړشی ځکه چې اوسه پورے زمونږه داسې علاقے دی چې۔ اوسه پورے په دې غرونو کښې یو سړے بیمار شی او هسپتال ته ئے راوړی نو والله چې په شپږو اووه کلو میټره ئے په شا باندې هسپتال ته رارسوی۔ داسې علاقے چې یو زنانه که بیماره وی نو په رارسولو رارسولو کښې د هغې نه ساه وتلی وی یعنی ټولے علاقے داسې نه دی لکه ځنګه چې د چا کور د سړک په غاړه وی بلکه داسې علاقے دی چې اوس هم هغوې ډیوے بلوی۔ زه د خپل کلی خبره که اوکړم نو خپل کلی زما تر اوسه پورے بجلئی نشته، اوسه پورے خپل کلی نه چې مونږه بازار ته راځو نو مونږه اووه آته کلو میټره پیدل سفر کوؤ او سکول ته راځو خپله باندې جی روزانه اووه آته کلو میټره پیدل طے کړې ده او سکول ته راغلې هم په هغه حالاتو کښې مو لسم پاس کړے دے، دولسم مو پاس کړے دے خو دا زما خبره نه ده، د دې صوبے اکثریت عوام هم د دغه شان مشکلاتو سره مخامخ دی۔ د دې وجے زه د ټولو سیاسی ګوندونو او پارټو نه او جماعتونو نه او د هر باصلاحیت سړی نه چې د دې صوبے سره تعلق ساتی، که په مرکز کښې دے، که په هر ځائے کښې دے چې په دې اهمه موقع باندې هغه خپل آواز په دې اواز کښې ملاؤ کړی۔ دا د حکومت خبره نه ده، دا د دې صوبه سرحد د عوامو خبره ده او زه په آخر هم په دې باندې خبره ختمومه، چې که د عدل او د انصاف سره مرکز فیصلے اوکړی، په دې کښې د مرکز استحکام دے، په دې کښې د عوامو خوشحالی ده او تر څو چې صوبه سرحد د پسماندګئی او د غربت سره مخامخ وی، تر هغه وختہ پورے چرته چرته مرکز نه شی خوشحالیدے۔ زه یو ځل بیا ستاسو شکریه ادا کوم، هم دے شعر باندې خپله خبره ختموم چې:

خون دل دے کے نکھاریں گے رخ برگ گلاب

ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے۔

وآخِرُ الدَعْوَانا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ۔

Mr. Speaker: The sitting is adjourned till 10:00 am of Monday

Morning, the 29th of December, 2003.

(اجلاس بروز سوموار مورخہ 29 دسمبر 2003ء صبح دس بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)